



دین اسلام کے محاسن

من محاسن
الدین الإسلام
بالحق الأردية

www.islamhouse.com

من محاسن الدين الإسلامی

دین اسلام کے محاسن

تالیف

عبدالعزیز محمد السلیمان

ترجمہ و تخریج

أبو أسعد قطب محمد الاثری

تصحیح و تقدیم

د. عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوئی

استاذ حدیث جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض

ناشر

مکتب دعوت و توعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض، سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:
اسلام دین فطرت ہے، اسلام سارے انس و جن کا دین ہے۔
اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اور دین اسلام
بلا تفریق سب کی ہدایت اور بھلائی کے لئے آیا ہے، اسلام اللہ کا آخری
دین ہے جس پر ایمان لا کر اور جس کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان اللہ
کی رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے، اور جب اللہ کی رحمت شامل حال ہوئی تو
انسان آخرت میں فلاح یاب ہو سکتا ہے، اسلام اور اس کی تعلیمات کے
بارے میں جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے لیکن یہاں پر اسلام کی چند اہم
خوبیوں کا ذکر مقصود ہے۔

اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ
عقل و فکر کو مخاطب کرتا ہے، اور معیاری عقل و سوچ سے مکمل طور پر
ہم آہنگ ہوتا ہے، بلکہ دین انسانی عقل کو مزید جلا پہنچاتا، اور اس کو
صیقل کرتا ہے، اور اس کی صلاحیتوں کو منظم کر کے انسانیت کی خدمت

پر آمادہ کرتا ہے، وحی کی روشنی میں عقل با بصیرت ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں انسان کے اعضاء و جوارح بلکہ اس کا سارا وجود دنیا کی ہر چیز سے تعلق ختم کر کے صرف اللہ عزوجل کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ عقل کی دنیا میں یہ انقلاب دراصل وحی کے فیضان کا نتیجہ ہے، اس لئے اب اس کی سوچ کا دائرہ محدود دنیا سے بہت آگے آخرت میں عذاب جہنم سے آزادی اور جنت کا حصول ہوتا ہے۔

اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے پانچ اہم عناصر کا محافظ و نگران ہے:

۱- نفس کا محافظ، ۲- عقل کا محافظ، ۳- دین کا محافظ،

۴- مال کا محافظ، ۵- عزت و آبرو کا محافظ۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو انہی پانچ چیزوں کی حمایت و صیانت کا نام تہذیب و تمدن ہے، اور جن اقوام و ملل اور ان کی حکومتوں، اور ان کے دانشوروں نے ان پانچ میدانوں میں کامیابی حاصل کی تاریخ میں ان کا نام سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔

اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو اور

اپنے منکرین سب کو بحیثیت انسان کے لامحدود حقوق و مراعات دیتا ہے، بلکہ وہ حیوانات کے حقوق کا بھی پاس دار ہے، وہ چرند و پرند اور موسم کا بھی محافظ ہے۔

اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے معاشرے کے ہر طبقے کے لیے واضح تعلیمات دیں، مرد کے لئے الگ، عورتوں کے لئے الگ، بچوں کے لئے الگ اور بوڑھوں کے لئے الگ۔ آقا اور غلام کے تعلقات ایسے ہونے چاہیے، میاں بیوی کیسے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں، اور کیسے زندگی گزاریں، اور اگر زندگی اجیرن ہو جائے تو اپنی اپنی راہ لینے کا اچھا سا طریقہ کون سا ہے؟ صلح کے ایام ہوں یا جنگ کے، غیر مسلموں سے مسلمانوں کے تعلقات کس طرح ہونے چاہئیں، سچ یہ ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے مستقل آداب بتائے۔ انسان کی فطری ضرورت اور اس کی جبلت میں سے ہے کہ مرد اور عورت عہد بلوغت میں دونوں ایک دوسرے سے قریب ہوں، انس و محبت کے ماحول میں زندگی گزاریں اور باہم معاشرتی زندگی سے خوش و خرم ہوں، لیکن اس فطری ضرورت کی تکمیل کو کھلم کھلا نہیں چھوڑ دیا گیا کیوں کہ اس سے دنیا میں فساد پیدا ہوگا، اور سکون و سکینت کی

تلاش میں سرگرداں معاشرہ فتنہ و فساد کا کارخانہ بن جائے گا، اس کے لئے اسلام نے مستقل ایک نظام نکاح و مصاہرت بنایا، جس پر عمل کرتے ہوئے مرد اور عورت ایک رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں اور اس طرح دو دل آپس میں مل جاتے ہیں، اللہ رب العزت نے اس نظام کی برکت سے ان جوڑوں کے دلوں میں محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی، جس کے نتیجہ میں ایک خاندان وجود میں آتا ہے جو باہم شیر و شکر ہو جاتا ہے اور آئندہ چل کر یہی مطمئن خاندان معاشرے کے امن و سکون کا عنوان بنتا ہے۔

اگر ہر مرد اور عورت اس بات میں آزاد ہوتی کہ جو جس کے ساتھ بلا کسی ضابطے اور قید کے چاہے رہے، اور عیش کرے تو آج دنیا میں شاید کوئی زندہ ہی نہیں رہتا یا شاید دنیا کھنڈر کا نمونہ ہوتی۔

چونکہ نسل انسانی کی بقاء اور معاشرے کے امن و سکون کا راستہ مرد اور عورت کی پر سکون زندگی سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لئے حمل و ولادت کے مرحلے سے گزر کر جب عورت ماں کا مقدس روپ اختیار کرتی ہے اور مرد کو باپ بننے کا اعزاز ملتا ہے اور نو مولود دونوں ہی نہیں بلکہ پورے خاندان کا تارہ اور ان کی آنکھ کا ٹھنڈک ہوتا ہے۔ اس مرحلہ میں میاں بیوی کا رشتہ مزید بڑھ جاتا ہے اور اس کی تربیت کے نکتے پر وہ

ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔ بچہ کی ولادت کے بعد اتفاق و اتحاد اور انس و سکون کا ایک قبلہ میسر ہو جاتا ہے۔ جس نقطہ اتحاد پر دونوں کی نگاہیں مرکوز ہو جاتی ہیں، اور دونوں اس کی پرورش و پرداخت پر بہت سنجیدہ ہو جاتے ہیں، پتہ چلا کہ اس رشتہ مصاہرت سے صرف ایک جوڑے کا ملاپ ہی نہیں ہو تا بلکہ ایک خاندان وجود میں آ جاتا ہے اور مرد اور عورت کے خاندانوں کے درمیان یہ نو مولود مزید مضبوط رابطہ کا عنوان بن جاتا ہے۔ اسلام تو بھانجھے کو بھی ماموں کے خاندان کا ایک فرد قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ”ابن اخت القوم منہ“، اس طرح سے معاشرہ میں امن و چین کا رواج ہوتا ہے، لوگوں کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، اور نسل انسانی کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ اس فطری جذبہ تسکین کے شرعی نظام سے جس کی اساس پر انسانی معاشرہ کی عمارت قائم ہے۔ اگر مرد و عورت کے ملاپ کی کوئی اور غیر شرعی صورت ہوتی تو اس کا انجام معاشرے میں بے چینی، قتل و خونریزی اور بے سہارا اور ناجائز اولاد کی شکل میں سامنے آتا جس سے معاشرے میں بگاڑ کے علاوہ کچھ نہ حاصل ہوتا۔ دنیا کے معاشرتی نظام

میں جو خلل پایا جاتا ہے اس کا حل صرف اسلام کے نظام نکاح و معاشرت میں ہے۔

قرآن و حدیث سے واقفیت رکھنے والوں پر اسلام کے امتیازات و خصائص مخفی نہیں ہے، لیکن ایک عام آدمی کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو اختصار کے ساتھ جان لے۔ اہل علم نے کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کے محاسن اور اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے۔

کچھ زیر نظر رسالہ ”دین اسلام کے محاسن“ کے بارے میں: سعودی عرب کے مشہور عالم دین شیخ عبدالعزیز محمد المسلمان رحمہ اللہ نے بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں اسلامی تعلیمات کو عام فہم اسلوب میں قاری کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ آپ کی کتابیں بڑی تعداد میں مفت تقسیم ہوتی رہی ہیں، اور اس سے لوگ فائدہ بھی اٹھاتے رہے ہیں، آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے زیر نظر رسالہ محاسن الدین الاسلامی بھی ہے جس کا اختصار اردو میں بہت زمانہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ مکتب توعیۃ الجالیات (ربوہ) کے تبلیغی پروگرام میں اس کتاب کی اردو اشاعت کے لئے از سر نو نسبتاً زیادہ جامع اردو نسخہ

تیار کیا گیا ہے جس میں آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ ان کے تراجم مجمع ملک فہد کے مترجم مصحف سے ماخوذ ہیں۔ نیز احادیث کو تخریج کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے، اور ساتھ میں اس کا ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ زبان و بیان میں آسان اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے، تاکہ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں، اس کتاب کی تیاری میں شعبہ جالیات کے ذمہ داروں کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے بھی ہاتھ بٹایا ہے وہ سب شکر یہ کے مستحق ہیں، ان میں قابل ذکر شیخ ابوسعید قطب محمد الاثری ہیں جنہوں نے کتاب کا مراجعہ کیا، اور ہلال الدین ریاضی نے اسے کمپوز کر کے اس قابل بنایا کہ یہ قارئین کے ہاتھوں میں جاسکے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب، ان کی آل اولاد اور اس اشاعت میں حصہ لینے والے سبھی شرکاء کی نیکیوں کو قبول کرے، اور ہمیں مزید اس بات کی توفیق دے کہ ہم زیادہ سے زیادہ کتاب و سنت کی تعلیمات کو عام کریں۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ وصحبہ وسلم۔

دکتر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی

استاذ حدیث جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مقدمۃ المؤلف

الحمد لله الذي تفرد بالجلال والعظمة والعز والكبرياء والجمال، وأشكره شكر عبد معترف بالتقصير عن شكر بعض ما أوليه من الإنعام والإفضال، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

سب تعریف اس اللہ کے لیے جو جلال و عظمت، عزت و کبریائی اور جمال میں یکتا و بے مثال ہے، اور میں اس کا شکر گزار ہوں اس بندہ شرمسار کی طرح جو اللہ کے فضل و انعام کا کامل طور پر شکر ادا نہ کرنے کا معترف ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے، اور اس کے رسول ہیں، اللہ ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر

خوب خوب درود و سلام نازل فرمائے۔

میں نے محاسن دین اسلام کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا اور اسے اپنی کتاب ”موارد النظمآن لدروس الزمان“ میں شامل کیا تھا، بعض محسنین نے یہ رائے دی کہ محاسن اسلام کے اس مجموعہ کو کتاب سے الگ چھاپ کر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کیا جائے، امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کے ذریعے نفع پہنچائے اور جنہیں ہدایت و توفیق دینا منظور ہو ان کے لیے اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنا دے، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے اس عمل کو اپنی ذات کریم کے لیے خاص کر لے، اور جنہوں نے بھی اس کتاب کو چھپوایا، اور اس کی نشر اشاعت میں ہاتھ بٹایا، اور جنہوں نے اس کو پڑھا، اور سنا، سب کو اللہ اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔

إنه سمیع قریب مجیب، اللهم صل علی محمد
وعلی آلہ وسلم.

اسلام کی بعض اہم خوبیاں

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ (جو کہنے والوں میں سب سے سچا ہے)

فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام

بھر پور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کو دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر دین کو غالب کر کے اسے مکمل فرمایا،

اور اپنے بندہ اور رسول محمد (ﷺ) کی مدد فرمائی، اور مشرکین کو بری

طرح رسوا کیا، جو مسلمانوں کو ان کے دین سے روکنے کے لیے بڑے

حریص و بصد تھے، انہیں اس کی بہت لالچ تھی، لیکن جب انہوں نے

اسلام کا غلبہ اور اس کی عزت و کامرانی دیکھی تو مسلمانوں کو اپنے دین

میں دوبارہ واپس لانے سے ہر طرح مایوس ہو گئے، اور ان سے گھبرانے

لگے، اور اللہ عزوجل نے اپنی اس نعمت کو ہدایت، توفیق، غلبہ و تائید کے ذریعہ اپنے بندوں پر پوری کر دی، اور دین کی حیثیت سے اسلام کو ہمارے لیے پسند فرمایا، اور اسلام کو ہی تمام دینوں میں ہمارے لیے منتخب فرمایا، اللہ کے نزدیک اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵)

”اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔“

اللہ کے وجود اور توحید کے دلائل

اے لوگو! جن کے افکار و خیالات صاف ستھرے تھے، انہوں نے اسلام کے احکامات پر نظر دوڑائی تو اسے گلے سے لگالیا، اور جب اس کی عظیم حکمتوں پر غور و فکر کیا تو اسے محبوب بنا لیا، اور جب ان دلوں پر

اسلام کے ابتدائی حکیمانہ مسائل کا سکہ جم گیا، تو انہوں نے اس کی عظمت و بڑائی کو تسلیم کر لی، اور جب آدمی صحیح سوجھ بوجھ، روشن بصیرت، اور صحیح فکر و نظر کا حامل ہوتا ہے تو اس کا رشتہ اسلام سے بہت مضبوط ہو جاتا ہے، کیونکہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور عظیم فضائل موجود ہیں، جب اسلام نے توحید کے عقائد کو پیش کیا تو عقل سلیم کو بڑی راحت میسر ہوئی، اور سیدھی طبیعت نے اس کا اقرار کیا، نیز توحید اس اعتقاد کو دعوت دیتی ہے کہ پوری دنیا کا ایک ہی معبود حقیقی ہے جس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، وہ اول ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں، اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

”اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے، اور دیکھنے والا ہے۔“

وہی پوری قدرت والا، اور مطلق ارادے کا مالک، اور اس کا علم

پوری کائنات کو محیط ہے، ساری مخلوق کا اس کے سامنے جھکنا اور

فرما برداری کرنا لازم ہے، اور اسی کے مرضی کے مطابق عمل کرنا

ضروری ہے، اور اس کے تمام احکام کی بجا آوری واجب ہے، اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا ضروری ہے اس نے انفس و آفاق میں دلائل و براہین قائم کیے ہیں، اور اصحاب عقل کو ان پر غور کرنے، اور ان سے دلیل حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، تاکہ ان کے ذریعہ اللہ کی معرفت اور عظمت حاصل کر کے اس کے حقوق کو ادا کر سکیں، چنانچہ تم کبھی کبھار سوچتے ہو گے کہ خود تمہارا وجود اور کسی بھی چیز کا وجود کسی پیدا کرنے والے کے بغیر ممکن نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ (الطور: ۳۵)
 ”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟“۔

رہی یہ بات کہ انسان اپنا خود موجد ہے تو اس بات کا کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے، لیکن انسان کا یونہی بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا ہو جانا یہ ایسی بات ہے جسے فطرت کی زبان ابتداء ہی سے انکار کرتی آئی ہے جس کے لیے کم یا زیادہ کسی بحث و حجت کی ضرورت نہیں، اور

جب یہ دونوں ہی مفروضے باطل ثابت ہوئے تو صرف یہی ایک حقیقت باقی رہ جاتی ہے جس کا اعلان قرآن کر رہا ہے، اور وہ یہ کہ مخلوق کو صرف اس اللہ نے پیدا کیا جو ایک اکیلا یتاوبے نیاز ہے: ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (الإخلاص: ۳-۴)۔
 ”جس نے نہ کسی کو جنا، اور نہ ہی وہ جنا گیا، اور نہ اس کا کوئی ہمسرہ ہے۔“

اور آدمی کبھی آسمان وزمین کی طرف نگاہ اٹھا کر سوچتا ہے کہ کیا اسے انسانوں نے پیدا کیا ہے؟، کیونکہ آسمان وزمین نے اپنے آپ کو تو خود سے پیدا کیا نہیں ہے جیسا کہ انسان خود سے پیدا نہیں ہوا، اور کبھی آدمی جب عقل و نگاہ کے سامنے پھیلے ہوئے آسمان کی طرف اپنی نگاہ ڈالتا ہے، اور اس میں چمکتے سورج، روشن چاند، اور جھلملاتے ستاروں کو دیکھتا ہے، تو زبان حال سے یہ کہنے لگتا ہے:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا﴾ (الفرقان: ۶۱)

”بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج (بڑے بڑے

ستارے) بنائے، اور اس میں آفتاب اور منور مہتاب بنایا۔“

اور یہ بھی کہنے لگتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ﴾ (یونس: ۵)

”وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا، اور چاند کو نورانی بنایا، اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔“

پھر یوں گویا ہوگا: ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (الأنعام: ۹۶)

”وہ (اللہ تعالیٰ) صبح کا نکلنے والا ہے، اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے، اور سورج و چاند کو حساب سے رکھا ہے، یہ ٹھہرائی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے اور بڑے علم والا ہے۔“

نیز یوں کہتا ہے: ﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ

كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ﴿ (سورة ق: ۶)

”کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے، اور زینت دی ہے، اس میں کوئی شکاف نہیں۔“

نیز کہتا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الأعراف: ۱۸۵)

”کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔“

نیز کہتا ہے:

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾ (الملك: ۳-۴)

”جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے (تو دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر)

دیکھ لو، کیا کوئی شکاف بھی نظر آرہا ہے، پھر دہرا کر دوبارہ دیکھ لو، تمہاری نگاہ تمہاری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔“

نیز کہتا ہے: ﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنُونًا وَغَيْرُ صِنُونًا يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ﴾ (الرعد: ۴)

”اور مختلف ٹکڑے ایک دوسرے سے لگتے لگاتے ہیں، اور انگوروں کے باغات ہیں، اور کھیت ہیں، اور کھجوروں کے درخت ہیں، شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں، سب ایک ہی پانی پلائے جاتے ہیں، پھر بھی ہم ایک کو ایک پر پھلوں میں برتری دیتے ہیں۔“

انگور کے درخت کو خنظل (اندرائسن کا درخت جو سخت کڑوا ہوتا ہے) کے بغل میں زمین کے ایک ہی ٹکڑے میں تم دیکھتے ہو، دونوں ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں، ہر درخت کی جڑیں زمین سے اپنی مناسب غذا چوس رہی ہیں جس سے ان کا ڈھانچہ اور زندگی قائم

ہے، اور ہر درخت اپنا اپنا پھل دیتا ہے، جو دوسرے درخت کے پھل سے رنگ، مز اور بو میں بالکل مختلف ہوتا ہے، اور اسی طرح آس پاس کے دوسرے درختوں کا بھی یہی حال جن کی زمین ایک اور پانی ایک ہے لیکن رنگ اور مز الگ الگ ہے، کیا یہ پتہ نہیں دیتیں کہ ایک بنانے والے، حکیم قادر کا وجود برحق ہے؟ ﴿إِن فِي ذَلِكَ لَآيَةً﴾
 ”یشک اس میں اللہ کی بڑی نشانی ہے۔“

کبھی آدمی آسمان سے نازل ہونے والے پانی کی طرف دیکھتا ہے جس سے زندگی کا سہارا قائم ہے، اگر اللہ چاہتا تو اسے کھارا بنا دیتا جس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا، اور کبھی اللہ اپنی وحدانیت اور ملک و تدبیر میں اپنی انفرادیت پر کلام کرتا ہے، یعنی: ﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ﴾ (المؤمنون: ۹۱)

”اللہ نے کوئی اولاد نہیں بنائی، اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے۔“ اور دوسری آیت میں مختصر الفاظ اور عظیم معنی کے ساتھ ارشاد فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ (الأنبياء: ۲۲)

”اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو آسمان وزمین تباہ ہو چکے ہوتے۔“

ان کے علاوہ دوسرے بہت سے دلائل ہیں، اور اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ایسی عبادتیں مشروع کی ہیں، جو نفوس کو سنوارتی اور اس کی صفائی کرتی ہیں، اور تعلقات کو منظم اور قوی کرتی ہیں، اور دلوں کو جوڑتی اور اسے پاکیزہ بناتی ہیں، اسلام اسی تعلیم کو لے کر نمودار ہوا جس کی دعوت پر تمام رسول متفق تھے، ارشاد باری ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا
وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى
وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى
المُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ
وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾ (الشورى: ۱۳)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا، اور جو (بذریعہ

وحی) ہم نے تمہاری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکید حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ انھیں بلا رہے ہیں، وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بندہ بناتا ہے، اور جو بھی اس طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔“

اے اللہ! ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرما، اور ہمیں ہمارے نفس اور شیطان کے شر سے پناہ میں رکھ، اور اپنی اطاعت کی ہمیں توفیق دے، اور نافرمانی سے ہمیں بچا، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہم کو اور ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، و صلی اللہ علی محمد و علی آلہ وصحبہ وسلم۔

فصل

تمام انصاف پسند محققین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہر مفید علم خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی یا سیاسی قرآن نے اسے اچھی طرح واضح کر دیا ہے، چنانچہ اسلامی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو عقل محال سمجھتی ہو، بلکہ اس میں وہی باتیں ہیں جن کی صداقت و افادیت و درستگی کی عقل سلیم شہادت دیتی ہے، اسی طرح اسلام کے تمام احکام عدل و انصاف پر مبنی ہیں، ان میں کسی طرح کی کوئی ظلم و زیادتی نہیں، جس چیز کا بھی اسلام نے حکم دیا وہ سراسر بھلائی یا اس کی طرف لے جانے والی ہے، اور جس چیز سے اس نے منع فرمایا وہ سراسر شر و برائی ہے، یا کم از کم اس کی برائی اس کی اچھائی پر غالب ہے، عقلمند ہو شیار آدمی جب بھی اسلام کے احکامات پر غور کرتا ہے تو اس کا ایمان و اخلاص مضبوط ہو جاتا ہے، اور جب وہ اس دین متین کی دعوت پر غور کرتا ہے تو یہ پاتا ہے کہ اسلام مکارم اخلاق کی دعوت دیتا ہے، نیز صدق و صفائی،

پاکدامنی اور عدل و انصاف، عہد کی پابندی، امانتوں کی ادائیگی، یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک، پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ، مہمان کی عزت و تکریم، اور اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا، میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا، نیکی اور تقویٰ کی دعوت دیتا ہے، اور بے حیائی و منکر (خلاف شرع) اور گناہ و زیادتی سے روکتا ہے، وہ صرف انہیں باتوں کا حکم دیتا ہے جس کا فائدہ دنیا کو سعادت و فلاح کی صورت میں حاصل ہوتا ہے، اور انہیں باتوں سے روکتا ہے جو لوگوں میں بد بختی اور نقصان کا باعث ہوتی ہے۔

شرائع اسلام کے محاسن

اور اسلام کے بڑے بڑے شائع کے محاسن پر غور کرو، یعنی نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، رمضان کا روزہ رکھنے، اور بیت اللہ کا حج کرنے۔

نماز کے محاسن

جب تم نماز پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ نماز بندہ اور اللہ کے درمیان ایک خصوصی تعلق ہے، تم اس میں اللہ کے لیے اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور ادب و احترام، ثناء و دعاء، اور خضوع اور بندہ کی طرف سے اپنے رب کے لیے عظمت و جلال کا مظہر پاؤ گے، اور اپنے آقا و مالک کے لیے تعظیم و تقدیس و کبریائی و اجبی طور پر بیان کرنے کی راہ دکھاتا ہے، شانِ غلامی آقا کے حضور میں ہوتی ہے، آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو کر اعتراف کرتا ہے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے، اور وہی عظمت و بزرگی کا مستحق ہے (اللہ اکبر)، پھر بندہ اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد و ثنایاں کرتا ہے، اور بندگی میں صرف اسی کو خاص کرتا ہے، اور اسی سے آہ و زاری کرتے ہوئے مدد کا طالب ہوتا ہے کہ اللہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر دے، اور ان لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تونے توفیق و ہدایت کا انعام کیا، اور ان لوگوں کی راہ سے بچالے جن پر تیرا

غضب نازل ہوا کیونکہ وہ سیدھی راہ کو معلوم کر کے بھی اس سے منحرف ہو گئے، اور اللہ انہیں گمراہ لوگوں کی راہ سے دور رکھے، جو راہ حق سے ہٹ گئے، جنہوں نے اپنی خواہشات اور شیاطین کی غلامی کی۔

اور اس وقت نفس اللہ کی عظمت اور اس کی ہیبت و جلال سے بھر جاتا ہے، اور پھر بندہ اپنے معزز اعضاء کے بل اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے، اور ذلت و مسکنت کا اظہار اس ذات کے سامنے کرتا ہے جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں ہیں، دینی حیثیت سے نماز کی خصوصیات دراصل رب العالمین کے سامنے جھکنا، اور اس قاہر و قادر کی عظمت کا اعتراف ہے، اور جب دل اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ جاتا ہے، اور نفس اللہ کی ہیبت سے بھر جاتا ہے، تو آدمی حرام چیزوں سے رک جاتا ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ نماز کی بابت اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (العنكبوت: ۴۵)

”بلاشبہ نماز بے حیائی و برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔“

اور نماز دین و دنیا کے کاموں میں نمازی کی سب سے بڑی معاون ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (البقرة: ۴۵)
 ”صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔“

نماز کے دینی و دنیاوی فوائد

نماز دینی امور میں اس طرح معاون ہے کہ بندہ جب نماز کا پابند ہو جاتا ہے، اور اس پر مداومت کرتا ہے تو نیکیوں میں اس کی رغبت بڑھ جاتی ہے، اور بندگی آسان ہو جاتی ہے، اور نفس کے اطمینان اور اجر و ثواب کے حصول، نیکی کی امید کے جذبے سے احسان کرنے لگتا ہے، اور دنیاوی مصالح میں نماز اس طرح معاون ہے کہ وہ مشقت کو آسان کر دیتی ہے، اور مصیبتوں میں تسلی کا ذریعہ بنتی ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ

اچھے عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا، بلکہ اس کے کاموں کو آسان کر کے اور اس کے مال و اعمال میں برکت عطا کر کے اس کو جزا دیتا ہے۔

اور نماز باجماعت ادا کرنے سے تعارف، ملاقات، محبت و مہربانی اور رحم دلی حاصل ہوتی ہے، اور چھوٹے بڑے میں وقار اور محبت بڑھتی ہے، اور اس سے نماز کی کیفیت کی عملی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔

زکاۃ کے فوائد و محاسن

اور زکاۃ کی فرضیت پر غور کرو تم کو بڑے عظیم محاسن نظر آئیں گے، مثلاً فقیروں کی حالت کی سدھار، مسکین کی حاجت روائی، قرض دار کے قرض کی ادائیگی، اہل جو دو سخا جیسا اخلاق پیدا ہونا، کمینوں کے اخلاق سے دوری، نیز زکاۃ تھوڑا خرچ کرنے پر بھی دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر دیتی ہے، اس سے مال تمام حسی اور معنوی کمیوں و خرابیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، نیز زکاۃ سے جہاد فی سبیل اللہ اور ان تمام کاموں میں بڑی مدد ملتی ہے جن سے مسلمان بے نیاز نہیں

ہو سکتے، اسی طرح سے فقیروں کے حملہ سے بچاؤ ہوتا ہے، اور یہ سماج کی بہترین دوا، اور نفوس کا علاج ہے، اس سے آدمی بخیلی کی رذالت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)

”جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔“

زکاۃ کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر اسے مالدار صحیح طور پر ادا کریں تو انتہا پسند سوشلزم اور ظالمانہ کمیونزم کی جڑ کٹ جائے، نیز اگر زکاۃ پوری ادا کر دی جائے تو اس سے حکام کو راحت حاصل ہو، اور ان کی کوششیں ان چیزوں پر صرف ہوں جن کا نفع امت کو فلاح اور زندگی کی خوش حال کی شکل میں نمودار ہو۔

روزے کے فوائد و محاسن

روزہ اور اس کے محاسن پر غور کرو، ان محاسن میں سے چند

قابل ذکر یہ ہیں:

☆ روزہ انسان میں فقراء کے ساتھ رحم و پیار کی فضیلت اور تنگ دستوں پر رحم دلی کی خوبی پیدا کرتا ہے، کیونکہ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو بھوکے فقیر کو یاد کرتا ہے، اور جب وہ کھانے سے رک جاتا ہے تو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کا فضل محسوس کر کے اس کا شکر ادا کرتا ہے۔

☆ روزہ صبر اور بردباری پر نفس کو طاقت ور کرتا ہے، اور یہ دونوں عادات انسان کو ہر اس کام سے روکتی ہیں جس سے غضب بھڑکتا ہے، کیونکہ روزہ آدھا صبر ہے، اور صبر آدھا ایمان ہے۔

☆ روزہ جسم کو فاسد مادوں سے صاف کرتا ہے۔

☆ روزہ نفوس کو سنوارتا ہے، اور روحوں کی صفائی کرتا ہے، جسموں کو پاک کرتا ہے، باطنی قوی کی حفاظت، اور اسے نقصان دہ چیزوں سے بچانے میں روزہ میں ایک انوکھی تاثیر ہے، ان کے علاوہ روزہ ایک عبادت ہے، اور حکم الہی کی فرمانبرداری ہے، اور روزہ میں جو مشقت اٹھانی پڑتی ہے وہ ثواب کی امید، قرب الہی اور اجر عظیم کی لالچ میں اللہ کی رضاء کے حصول کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حج کے فوائد و محاسن

حج بیت اللہ کے محاسن پر غور کرو کہ حج مسلمان خاندانوں کو جمع کر نیک سب بڑا ذریعہ ہے، لوگ دنیا کے مشرق و مغرب سے آکر ایک میدان میں جمع ہو جاتے ہیں، ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں، سب کے دل ایک ہوتے ہیں، اور ان کی روحیں حج میں ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتی ہیں، مسلمان دینی میل جول اور وحدت اسلامی کی قوت کو یاد کرتے ہیں، اور حج میں انبیاء و مرسلین کے حالات اور پاک باز مخلصین کی مقامات کو یاد کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا

مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ۱۲۵)

”تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لو“

☆ اور حج امام الانبیاء سید المرسلین کے حالات اور حج میں ان کے ان مقامات کو جو عظیم ترین مقامات ہیں یاد دلاتا ہے، اور یہ یاد اعلیٰ ترین یادوں میں سے ہے کیونکہ وہ عظیم ترین رسولوں ابراہیم و محمد ﷺ کے حالات

اور ان کی عظیم الشان یادگاروں، اور ان کی بہترین عبادتوں کو یاد دلاتا ہے، اور جو ان یادگاروں کو یاد کرتا ہے وہ رسولوں پر ایمان لانے والا، اور ان کی تعظیم کرنے والا ہے، ان کے بلند مقامات سے متاثر اور ان کی اور ان کے آثار حمیدہ کی اقتداء کرنے والا ہے، ان کے مناقب و فضائل کو یاد کرنے والا ہے، چنانچہ اس سے بندہ کا ایمان اور یقین بڑھ جاتا ہے۔

☆ اور حج کے محاسن میں سے یہ بھی کہ اس سے نفس صاف ہوتا ہے، خرچ کرنے کا عادی بنتا ہے، مشقتیں برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، زینت اور تکبر چھوڑنے کا عادی ہوتا ہے۔

☆ اور یہ فائدہ بھی ہے کہ آدمی حج میں خود کو دوسروں کے برابر محسوس کرتا ہے، اور وہاں نہ کوئی بادشاہ ہے نہ غلام، نہ کوئی مالدار ہے نہ فقیر، بلکہ سب برابر ہیں۔

☆ اور حج کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سفر حج میں مختلف شہروں میں آنے جانے سے وہاں کے باشندگان کا حال، اور ان کے عادات و تقالید کا علم حاصل ہوتا ہے، اور مہبط وحی اور انبیاء و رسل کے مقامات کی زیارت کرتا ہے۔

☆ حج کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس عظیم اجتماع کو یاد دلاتا ہے جو ایک میدان میں واقع ہونے والا ہے جہاں پکارنے والا لوگوں کو سنائے گا، اور نگاہ ان تک پہنچے گی، اور یہ اجتماع میدانِ حشر میں ہوگا۔

﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المطففين: ۶)

”جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے

ہوں گے، ننگے پاؤں، ننگے بدن ہوں گے۔“

☆ اور ایک فائدہ یہ بھی کہ نفس، اہل و عیال کی جدائی کا خوگر ہو جائے، کیونکہ ان سے جدا ہونا تو بہر حال ضروری ہے، لیکن اگر ان سے اچانک جدائی ہو جائے تو جدا ہوتے وقت بڑا عظیم صدمہ پہنچتا ہے۔

☆ اور حج کا ایک فائدہ یہ بھی کہ حاجی جب سفر کا ارادہ کرتا ہے تو دورانِ سفر کی تمام ضروریات کے لیے توشہ جمع کرتا ہے، اسی طرح اس کو سفرِ آخرت کے لیے بھی توشہ اکٹھا کرنا چاہئے، جو نہایت طویل سفر ہے، جہاں جا کر واپسی نہیں ہے، یہاں تک کہ اللہ اولین و آخرین سب کو جمع کر دے، حاجی اپنے سفر حج کے دوران اجنبی شہروں میں اپنی ضرورت کا

سامان پاسکتا ہے، لیکن سفر آخرت میں جن چیزوں کا وہ محتاج ہوگا ان میں سے صرف وہی پائے گا جسے اس نے دنیا میں اپنی آخرت کے لیے جمع کیا ہوگا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ (البقرة: ۱۹۷)

”اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر تو شہ اللہ

کا ڈر ہے۔“

☆ اور حج کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ حاجی اللہ پر توکل کا عادی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ جن چیزوں کی اسے سفر حج میں ضرورت ہے ان سب کو اپنے ساتھ لے جائے، لہذا جتنا ساتھ لے جاسکا اس میں، اور نہ لے جاسکا اس میں اللہ پر توکل کرنا ضروری ہے، اس طرح جن چیزوں کی اسے ضرورت ہے سب میں اللہ پر توکل کا وہ عادی ہو جاتا ہے۔

☆ اور حج کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ جب حاجی احرام باندھتا ہے، تو زندوں کا سلاہو لباس اتار کر مردوں کے لباس کے مشابہ لباس پہنتا ہے، اس طرح وہ اپنے آگے کی منزل کی تیاری کرتا ہے، ان کے علاوہ دوسرے بہت سے محاسن ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے فوائد و محاسن

اس کے بعد تم جہاد فی سبیل اللہ کے محاسن پر غور کرو، جس میں اللہ کے دشمنوں کو ہلاک کیا جاتا ہے، اور مجاہدین کی مدد کی جاتی ہے، کلمہ اسلام کو بلند کیا جاتا ہے، اور کافر کو کفر جیسی فبیح چیز چھوڑنے کی ترغیب دی جاتی، اور سب سے بہتر چیز کی طرف آنے کی رغبت دلائی جاتی ہے، اور جہاد میں آدمی کو جانور کے درجہ سے نکالا جاتا ہے، کافروں کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ (الفرقان: ۴۴)

”یہ جانور جیسے بلکہ ان سے بدتر ہیں“

☆ اور جہاد کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ مجاہدین کو ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے، اس طرح کہ اگر اس نے قتل کیا تو اللہ کے دین کو بلند کیا، اور اگر شہید کیا گیا تو اپنے آپ کو زندہ کر لیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ

أَحْيَاءَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۹﴾ (آل عمران: ۱۶۹)
 ”جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں، ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔“
 ☆ جہاد میں مجاہد کو بڑا عظیم ثواب ملتا ہے۔
 ☆ اور اس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی اور کفار کی تعداد کم ہوتی ہے۔
 ☆ اور اس کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاد حکم الہی کی فرمانبرداری ہے اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ (البقرة: ۱۹۳)

”ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے۔“

اور اس کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ﴾ (التوبة: ۱۲۳)

”اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں۔“

☆ اور محاسن جہاد میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ فتح و نصرت کی صورت میں مسلمان مال غنیمت پاتے ہیں، شکر کرتے ہیں، اور اپنی طاقت

و قوت کا احساس کرتے، اور اگر کفار ان پر غالب آگئے تو سمجھتے ہیں کہ اس کا سبب محض ان کی معصیت اور گناہ ہے، اور ان کی کمزوری اور باہمی نزاع ہے، ایسی صورت میں وہ اللہ کی طرف توبہ اور گریہ و زاری کے ساتھ پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

☆ اور جہاد کی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا چھوڑ دینا ذلت کا سبب ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكَتُمُ الْجِهَادَ، سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ».

ابوداؤد/البیوع ۵۶ (۳۴۶۲)، مسند أحمد (۴۲/۲) (صحیح)

”جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، گایوں بیلوں کے دم تھام لو گے، کھیتی باڑی میں مست و لگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات و چھٹکارا نہ پاسکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ گے۔“

☆ اور جہاد کے محاسن میں سے نفاق سے بچنا بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ ».

مسلم/الإمارة ۴۷ (۱۹۱۰)، نسائی/الجهاد ۲ (۳۰۹۹)، مسند أحمد (۳۷۴/۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مر گیا، اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی، تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا“۔

اور دوسری حدیث میں ہے: « مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ، لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ ».

ترمذی/فضائل الجهاد ۲۶ (۱۶۶۶) ابن ماجہ/الجهاد ۵ (۲۷۶۳)، (ضعیف) (اس حدیث کے راوی اسماعیل بن رافع کا حافظہ کمزور تھا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص

جہاد کے کسی اثر کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملے، تو وہ اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اس کے اندر خلل (نقص و عیب) ہوگا۔

اور دوسری حدیث میں ہے: « مَا تَرَكَ قَوْمَ الْجِهَادِ إِلَّا عَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ ».

المعجم الأوسط ۴/ ۱۴۸، رقم الحدیث: ۳۸۳۹ (صحیح الإسناد)

”جو قوم جہاد کو چھوڑ دے گی، تو اللہ اس پر عذاب کو عام کر دے گا“

☆ اور محاسن جہاد میں یہ بھی ہے تکلیف اور آرام کی حالت اور پسند اور ناپسند دونوں حالتوں میں اولیاء اللہ کی بندگی سے لوگوں کو آزاد کرانا اور اس کے علاوہ دوسرے وہ دلائل ہیں جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے محاسن کو بیان کرتے ہیں۔

بیع و شراء کے محاسن

اس کے علاوہ شریعت نے معاملات کی بابت جو ہدایات دی ہیں ان پر بھی غور کرو، چنانچہ خرید و فروخت کی خوبی یہ ہے کہ آدمی

اپنے کھانے، پینے، پہننے اور رہنے کی ضروریات کو پالیتا ہے، اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس کے حصول کی مسافت کو طے کرتا ہے، اس لیے کہ جو شخص کسی چیز کو اس کی اصلی جگہ سے حاصل کرنا چاہے گا تو اسے سفر اور سواری پر سوار ہونے، اور خطرات برداشت کرنی پڑے گی، اور جب وہ خرید و فروخت کے ذریعہ اس چیز کو پا جائے گا تو خطرات سے محفوظ ہو جائے گا، اور سفر کی مشقت اس سے دور ہو جائے گی، خیال کرو کہ عود، اور مشک اور موٹر گاڑیاں، اور مشینیں نیز کپڑے، اور الایکٹریک اور شکر وغیرہ کے اصلی مقامات کتنے دور ہیں، تو بندوں پر اللہ کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے اپنے بعض بندوں کو بعض کے تابع کر دیا ہے، اور شریعت کاملہ نے تمام قسم کے معاملات کا حل پیش کر دیا ہے جیسے کرایہ، اور کمپنیوں کے ہاں وہ چیزیں جن کی حرمت پر دلیل واضح ہے مثلاً جن چیزوں میں نقصان، ظلم یا جہالت وغیرہ ہے، چنانچہ جو شخص شرعی معاملات (لین دین) پر غور کرے گا، تو وہ دیکھے گا کہ امور شریعت دین و دنیا کی بھلائی پر مرتبط ہیں، اور غور کرنے والا گواہی دے گا کہ اللہ کی رحمت، اور اس کا کرم اس کے بندوں پر وسیع ہے، اور اس کی حکمت نے

اس کے بندوں کے لیے تمام پاکیزہ چیزوں کو مباح کر دیا ہے، اور صرف اسی چیز سے منع کیا جو نجس، اور دین، عقل و بدن یا مال کو نقصان پہنچانے والی ہے۔

کرایہ داری کے فوائد

کرایہ داری کا فائدہ تو یہ ہے کہ معمولی سے عوض اور تھوڑے سے مال کے بدلے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں، کیونکہ ہر شخص رہنے کے لیے مکان اور سواری کے لیے گاڑی، اور ہوائی جہاز نہیں رکھ سکتا، اور نہ آٹا پینے کے لیے چکی، اور نہ اپنے مالوں کے لیے تجوریاں بنا سکتا ہے، اور کئی قسم کی بے شمار چیزوں جن کے لیے کرایہ داری کا جواز پیدا ہوا، اور صلح کے محاسن کا ذکر ضروری نہیں، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے:

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء: ۱۲۸)

”صلح ہی میں خیر ہے۔“

وکالت اور کفالت کی خوبیاں

ان دونوں میں وہ نیکیاں ہیں جو کسی پر مخفی نہیں، چاہے وہ شریعت کا معتقد ہو یا نہ ہو، اور شریعت کو سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو، بہر حال اسے وکالت اور کفالت کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا، اور انہیں قصد و ارادہ میں مختلف بنایا، نہ تو ہر شخص خود کام کرنا چاہتا، اور نہ ہر شخص کو معاملات کی حقیقت تک رسائی ہوتی ہے، چنانچہ یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے اپنی مخلوق میں وکالت اور کفالت کو مباح قرار دیا، اس لیے صاحب معاملہ حضرات سارے خرید و فروخت کا کام خود سے کریں یہ ان کے شایاں شان نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سنت تواضع کی تعلیم اور اس کے جواز کو بیان کرنے کے لیے بعض کاموں کو خود کیا، اور بعض کاموں کو دوسرے کے سپرد کیا ہے، چنانچہ قربانیاں خود بھی کیں ہیں، اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے سوپا۔

☆ اور کفالت کی خوبی یہ ہے کہ اس میں نرمی اور پیار اور بھائی چارگی کے حقوق کی رعایت کی گئی ہے، ایک کی ذمہ داری دوسرے کے حوالہ کی جاتی ہے، جس سے ذمہ داری قبول کرنے والے کو خوشی ہوتی ہے، اور ذمہ داری دینے والے کا دل وسعت کے سبب پرسکون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ (آل عمران: ۴۴)

”تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا“

یہاں تک کہ ان کا کفیل زکریا علیہ السلام کو بنایا جیسا کہ اللہ کا

ارشاد ہے:

﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ (آل عمران: ۳۷)

”اور زکریا علیہ السلام نے ان کی کفالت کی“

اور جب تم وکالت اور کفالت کے محاسن جان گئے، تو تم کو یہ

احساس ہوگا کہ حوالہ کے محاسن واضح ہیں، حوالہ میں وکالت اور کفالت

دونوں شامل ہیں، مزید یہ بھی ہے کہ صاحب حاجت کی ذمہ داری طویل پریشانی سے ختم ہو جاتی ہے، جب تم نے اس کا حوالہ قبول کر لیا، تو اپنے بھائی کی ذمہ داری پوری کی، اور اس کے دل میں خوشی پیدا کر دی، اور ایک مسلمان کے دل میں خوشی پیدا کرنے کا کیا اجر و ثواب ہے وہ تم پر مخفی نہیں۔

شفعہ کی خوبی

شفعہ کی خوبی یہ ہے کہ پڑوسی بسا اوقات اس بیچے گئے حصہ کا ضرورت مند ہوتا ہے، بایں طور کہ گھرتنگ ہو، اور وہ اس کو وسیع کرنا چاہتا ہو یا وہ مشترک زمین اس کے کھیت کے قریب میں واقع ہو، اور کھیتی والا اس زمین کا محتاج ہو۔

☆ اور شفعہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس سے پڑوسی اور شریک کے حق کی عظمت کا پتا چلتا ہے، اس طرح کہ دوسروں کے مقابلہ میں پڑوسی کو اپنے پڑوس کی جگہ خریدنے کا پہلا حق حاصل ہے۔ البتہ وہ اپنا حق

خریدنے سے انکار کر دے، تو اور بات ہے۔

☆ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ پڑوسی کے نقصان کو شفعہ کے حق کے ذریعہ دور کر دیا جاتا ہے، اور رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

« لا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ».

ابن ماجہ/الأحكام ۱۷ (۲۳۴۱)، مسند أحمد (۱/۳۱۳) (صحیح)
 ”کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں، نہ ابتداءً نہ مقابلتہ“۔

یعنی اسلام میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرے کو تکلیف پہنچائے، اور نہ دوسرا اس کو تکلیف پہنچائے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا ہے کہ پڑوس کی وجہ سے مستقل طور پر کسی کو تکلیف پہنچانے کے ضرر کو دور کر دینا نہایت اچھی بات ہے، مثلاً آگ جلانے کی تکلیف، دیوار اونچی کرنے کی تکلیف، دھواں اور گرد و غبار پھیلانے کی تکلیف، اور ان سب سے بڑھ کر ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی آواز کی تکلیف، اور ایسی چیزوں کا پیدا کرنا جس سے پڑوسی کی جائداد کو نقصان پہنچے وغیرہ وغیرہ۔

امانت کی ادائیگی کی خوبی

اس کی خوبی واضح ہے کہ اس میں اللہ کے بندوں کے مالوں کی حفاظت کے لیے ان کی مدد کرنا، اور امانت کی ادائیگی عملاً اور شرعاً نہایت معزز خصلت ہے۔

☆ اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے، اور نیکی کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

☆ اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسلمانوں کے درمیان الفت و بھائی چارگی پیدا ہوتی ہے، اور یہ ایک دوسرے کی محبت کا ذریعہ ہے۔

حسن معاشرت کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے شوہر کو بیوی کے ساتھ بد سلوکی سے منع کیا ہے، اور شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ بیوی کا اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کرے، اور اگر دونوں

برابر ہوں تو برائیوں کو نظر انداز کر دے، جب کہ اس کی خوبیاں اس میں موجود ہوں کیونکہ برائیاں محض عورت کی کمزوری کی بناء پر ہوتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا يَضْرُكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ

مِنْهَا آخَرَ، أَوْ قَالَ: غَيْرُهُ». مسلم/النكاح ۱۸ (۱۴۶۹)

”کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے اگر اس

کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری عادت پسند ہوگی، یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے سوا دوسری عادت پسند ہوگی۔“

ترکہ کے محاسن

فرائض اور مال کا وارتوں میں تقسیم کرنا تو اللہ تعالیٰ نے اسے

خود ہی مقرر کیا ہے، وارتوں کے قرب اور بعد اور نفع کو جانتے ہوئے،

اور اس اعتبار سے کہ بندے کے ساتھ نیکی کا کونسا طریقہ بہتر ہے، اور

فرائض کی ایسی بہتر ترتیب فرمائی ہے کہ عقل صحیح اس کے اچھے ہونے کی

گواہی دیتی ہے، اگر جائداد کی تقسیم لوگوں کی رائے، ان کی خواہشات، اور ارادوں پر چھوڑ دی جاتی تو اس کی وجہ سے بڑا خلل اور اختلاف اور بد نظمی اور بد انتخابی پیدا ہوتی۔

☆ اور اس کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے حقیقی سبب کو نسب کے ساتھ ملا دیا ہے، اور یہ سبب باہمی نکاح اور ولاء ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کو محبت، الفت، اور ازدواج اور لوگوں کے درمیان انسیت کا ذریعہ بنایا ہے، تو یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ زوجین میں سے جب کسی کی موت ہو تو زندہ رہنے والے کو مرنے والے کی جدائی کا صدمہ اٹھانا پڑے، اور اسے جدا ہونے والی کوئی چیز نہ ملے، نیز اس وراثت میں اللہ نے شوہر کو عورت کے مقابلے میں دو گنا حصہ دیا ہے۔

☆ اور اس کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے الگ الگ دین ہو جانے کی صورت میں وراثت نہیں دی ہے، چنانچہ مسلمان کی موت پر اس کا کافر رشتہ دار خواہ وہ کتنا ہی قریبی ہو مسلمان کا وارث نہیں ہوگا،

کیونکہ اگرچہ وہ رشتہ میں قریب ہے لیکن دین میں اس سے بہت دور ہے، اور اس لیے بھی کہ کافر مردہ کے برابر ہے، اور مردہ دوسرے مردے کا وارث نہیں ہو سکتا، کافر کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿أَوْ مَن كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا

يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾ (الأنعام: ۱۲۲)

”ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا، اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ (الروم: ۱۹)

”وہی زندہ کو مردہ سے، اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔“

رہا کافر تو کافر کا وارث ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا حال و مال دونوں

برابر و یکساں ہے۔

ہبہ کے محاسن

کسی چیز کا ”ہبہ“ کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو، اور اس کا اصول اجماع ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا﴾ (النساء: ۴)

”اگر عورتیں خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھا لو۔“

نیز فرمایا: ﴿وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”مال سے سے محبت کرنے کے باوجود مال دے دے“
اور اللہ تعالیٰ نہایت کریم، بڑا سخی اور خوب عطا کرنے والا ہے۔

ہدیہ و تحفہ کے فوائد

اور ہدیہ کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ باہمی محبت اور دوستی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

«تہادوا تحابوا»

موطاً امام مالك / حسن الخلق ۴ (۱۶) (صحیح)

”آپس میں ہدیہ دو ایک دوسرے کو محبوب بن جاؤ گے۔“

اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کینہ کو دور کرتا ہے، اور

حدیث میں: «تہادوا فإن الهدية تسل السخمية».

مختصر مسند البزار ج ۱، ح ۹۳۱، مجمع البحرين في زوائد

المعجمين (۲۰۵۱) (ضعيف الإسناد)

”ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ ہدیہ کینہ کو دور کرتا ہے۔“

اور نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کو کپڑوں کا جوڑا اور مشک کی ڈبیہ

ہدیہ میں پیش کی، اور رسول اللہ ﷺ خود بھی ہدیہ قبول فرماتے، اور

اس کا بدلہ دیتے تھے۔

☆ اور ہدیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ تعلقات کو مضبوط کرتا ہے،

اور جب تعلق مضبوط ہو جاتا ہے تو امت کے قدم جم جاتے ہیں، چنانچہ

امت کے افراد کے درمیان بہترین تعلق اس کی کامیابی کی راز ہے۔

☆ اور ہدیہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس سے ہدیہ دینے والوں کے

درمیان اعتماد بڑھتا ہے، اور ان کے علاوہ بھی ہدیہ کے بہت سے محاسن ہیں۔

نکاح کے محاسن

نکاح کرنا مستحب ہے، اور اس کے محاسن بہت ہیں:

☆ اہم خوبی یہ ہے کہ اس سے شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، اور اس سے بیوی کی بھی حفاظت ہوتی ہے، اس کے حقوق ادا ہوتے ہیں، اور نکاح تمام رسولوں کا طریقہ اور سنت رہا ہے۔

☆ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ امت بڑھتی ہے، اور نسل میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا فخر پورا ہوتا ہے، اور اس سے مرد کی خانگی ضرورت مثلاً کھانا پکانا وغیرہ پوری ہوتی ہے، اور اس سے گھر اور اولاد کی نگرانی بھی ہوتی ہے، اور نکاح کے ذریعہ مرد بیوی سے سکون و اطمینان قلب پاتا ہے، اور اس سے انسیت حاصل کرتا ہے، اور اس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، اور دوسری بہت سی مصلحتیں پوری ہوتی ہیں۔

طلاق کی اہمیت

طلاق کی خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حق صرف شوہر کو عطا کیا ہے، اور یہ تین طلاقوں کے بعد عورت قطعی طور پر حرام ہو جاتی ہے، کیونکہ جو شخص تین مرتبہ طلاق دیتا ہے، وہ اپنی بہتری بیوی سے جدائی ہی میں پاتا ہے، اور شریعت نے تین بار طلاق پائی ہوئی عورت کو حلال کرنے کے لیے اس کا دوسرے سے نکاح ہونا، اور اس کے ساتھ دخول کرنا ضروری قرار دیا ہے، تاکہ اس کڑی شرط کی وجہ سے شوہر اپنی تین بار طلاق دی ہوئی عورت کو دوبارہ نہ لوٹا سکے، اور اس کی جدائی ہی میں اپنی بہتری سمجھے۔

☆ اور اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شریعت نے طلاق کے ذریعہ بیوی کو دائمی طور پر حرام نہیں کر دیا ہے کہ اس کو دوبارہ نکاح میں لانا ممکن ہو، کیونکہ بسا اوقات مرد مطلقہ بیوی کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کی خاطر ہلاک ہو جاتا ہے، لہذا شریعت نے اس کو دوبارہ حاصل

کرنے کے لیے یہ طریقہ رکھا ہے کہ عورت دوسرے مرد سے شادی کر کے اس کی لذت حاصل کر لے (دوسرا مرد بھی اس سے لذت حاصل کر لے)۔

البتہ حلالہ کے ذریعہ عورت کو حاصل کرنا جائز نہیں، کیونکہ

حدیث میں ہے:

« لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلَّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ ».

أبو داود/النکاح ۱۶ (۲۰۷۶)، ترمذی/النکاح ۲۷ (۱۱۱۹)،

ابن ماجہ/النکاح ۳۳ (۱۹۳۵)، مسند أحمد (۱/۸۷، ۱۰۷، ۱۲۱،

۱۵۰، ۱۵۸) (صحیح)

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”حلالہ کرنے والے

اور کرانے والے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔“

☆ اور طلاق کی خوبی اور سنت یہ ہے کہ وہ اس طہر میں دی جاتی ہے جس میں بیوی سے جماع نہ کیا گیا ہو، اس لیے کہ اگر صحبت کے بعد طلاق دی جائے تو مطلقہ کی طرف طبعاً میلان کم ہو جائے گا، اس طرح مرد معمولی سی بات اور تھوڑی سی تکلیف پر بھی بیوی سے جدائی پر تیار ہو جائے گا،

آدمی جب کسی چیز سے آسودہ ہو جاتا ہے تو وہ چیز اسے معمولی معلوم ہوتی ہے، اور وہ چیز اس کی نگاہ سے گر جاتی ہے، اور جب اس کا بھوکا ہوتا ہے تو اس کی قدر دل میں بڑھ جاتی ہے، تو طلاق آسودگی کی حالت میں نہیں ہوتی، اور بسا اوقات آدمی طلاق پر نادم ہوتا ہے، اور طلاق توڑنا چاہتا ہے۔

☆ طلاق حسن مسنون یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو، کیونکہ مرد کے کمال رغبت اور بیوی کی طرف پورے میلان کا یہ وقت ہوتا ہے، بظاہر ایسی حالت میں طلاق جیسے فعل کا اقدام کسی خاص ضرورت ہی کے تحت کیا جاسکتا ہے لہذا ایسی طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔

☆ طلاق کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شریعت نے ہنسی مذاق میں دی ہوئی طلاق کو بھی سچ مچ نافذ کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ.»

أبو داود/النكاح ۹ (۲۱۹۴)، ترمذی/الطلاق ۹ (۱۱۸۴)۔

ابن ماجہ/الطلاق ۱۳ (۲۰۳۹) (حسن)

”تین چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا نہی مذاق میں ان کا اعتبار ہوگا، وہ یہ ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت۔“

جب آدمی کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیزیں خواہ مذاق ہی سے سہی منہ سے بولنے ہی سے سچ مچ واقع ہو جائیں گی، تو وہ اگر سمجھدار ہوگا تو ان کے کہنے سے ان شاء اللہ باز رہے گا۔

قصاص کی اہمیت و فوائد

اور قصاص اور سزاؤں کی فرضیت کی خوبی یہ ہے کہ اس سے باغی نفوس اور بے رحم قلوب جو رحمت و شفقت سے خالی ہیں برائی اور جرائم سے باز آجائیں۔

☆ اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ سرکش جماعتوں کو اس کا سبق سکھایا جاتا ہے چنانچہ ایک قاتل کے قتل اور ایک چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ خونریزی سے بچاتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾ (البقرة: ۱۷۹)

”اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔“

اور چور کے ہاتھ کاٹنے سے مال کی حفاظت ہوتی ہے، لوگ بے خوف اور مطمئن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً

بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (المائدة: ۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ

بدلہ ہے اس کا جو انھوں نے کیا عذاب اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ

قوت و حکمت والا ہے۔“

زنا اور اس کے پیش خیموں جیسے اجنبی عورت کی طرف دیکھنا

اس کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا، اور بوسہ لینا، اور چھونا وغیرہ کو حرام قرار

دیا ہے، اور برسر عوام زانی کے رجم اور لوطی کے قتل کا حکم دیا ہے، اور غیر

شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے، اور جلاوطن کرنے کا حکم دیا ہے، یہ

سارے احکامات محض اس لیے ہیں کہ نسب اور آبرو کی حفاظت ہو، اور

اخلاق محفوظ رہیں، اور امت تباہی و بربادی سے بچ جائے۔

شراب کی حرمت اور اس کی حکمت

اور شریعت نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اسے تمام برائیوں کی جڑ بتایا، اور اس کے پینے والے کو کوڑے مارنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے نقائص اور خسائس کا ارتکاب کیا ہے، یہ سب محض اس لیے کہ عقل درست رہے، اور مال بربادی سے بچا رہے، اور شرف و اخلاق صاف و ستھرا باقی رہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی محبت و اطاعت پر چلا، اور ہمیں دنیا و آخرت کی زندگی میں اپنے مضبوط قول پر ثابت رکھ، اور اپنے ذکر اور شکر کی ہمیں توفیق عطا فرما، اور دنیا و آخرت میں ہمیں بھلائی عطا کر، جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا، اے ارحم الراحمین اور اپنی رحمتِ خاص سے ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم.



اسلام کے محاسن کا سرسری جائزہ

مشورہ کا حکم

☆ اسلام کے محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے مشورہ لینے، اور جب وہ درست اور عقل و منطق و تجربے کے مطابق ہو تو اس کو قبول کرنے کی ترغیب دی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: ۳۸)

”اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔“

تقویٰ اپنانے کی ترغیب

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ (تعلیم اسلام کے مطابق) اللہ کے نزدیک سب سے افضل آدمی وہ ہے جو صلاح اور تقویٰ میں سب سے بہتر ہو، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

”اللہ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ

ڈرنے والا ہے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اس نے غلاموں کو آزاد کرنے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے۔

☆ اور محاسن اسلام میں سے ہے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا، مہمان کی تکریم کرنا، اور یتیم و مسکین کی خبر گیری کرنا۔

باہمی محبت کی ترغیب

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو باہمی الفت و محبت، صفائے قلب اور تعاون کرنے کی تاکید کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا » .

بخاری/الصلاة ۸۸ (۴۸۱)، مسلم/البر والصلة ۱۷ (۲۵۸۵)

”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس

کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔“

☆ اسلام کے اہم خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ اختلاف، کراہیت، فرقہ بندی کی مذمت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾

(آل عمران: ۱۰۳)

”اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو۔“

چغلی خوری و ظلم کی مذمت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ چغلی، غیبت، حسد، عیب جوئی، جھوٹ و خیانت سے روکتا ہے، اس مضمون کے متعلق آیات و احادیث بہت ہیں جنہیں تلاش کرنے پر پا جاؤ گے۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ظلم سے منع کرتا ہے، اور دور و نزدیک والوں کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ

بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا

اعْدِلُوا﴾ (المائدة: ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی

اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو۔“ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (النحل: ۹۰)
 ”اللہ تعالیٰ عدل و بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔“

صلح جوئی کے محاسن

اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ زیادتی کرنے والے کے ساتھ درگزر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ارشاد ہے: ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾ (النور: ۲۲)
 ”چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر فرمائیں۔“

اور فرمایا: ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (المؤمنون: ۹۶)
 ”برائی کو اس طرح دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو۔“

اور فرمایا: ﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ (البقرة: ۲۳۷)
 ”تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت قریب ہے۔“

☆ اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دو بھائیوں کے درمیان صلح کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور جدائی سے منع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۰)

”سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو۔“

قطع تعلق کی مذمت

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا بائیکاٹ کرنے، اس سے منہ پھیرنے، کینہ اور حسد کرنے سے روکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابِرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا».

بخاری/الأدب ۵۷ (۶۰۶۵)، مسلم/البر والصلة ۷ (۲۵۵۹)

”آپس میں قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے سے بے رنجی نہ

اختیار کرو، باہم دشمنی و بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔“

تمسخر کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کا مذاق اڑانے، اور ان کے عیوب کو ذکر کرنے سے منع کرتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾

(الحجرات: ۱۱)

”اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اس بات سے روکتا ہے کہ کوئی اپنے بھائی کے لین دین پر اپنا لین دین کرے، اور اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھیجے، یہ اسی صورت میں جائز ہے جب اس کی اجازت دی جائے، یا معاملہ کو ختم کر دیا جائے، ورنہ اس سے عداوت اور علحدگی پیدا ہوگی۔

سلام کرنے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے یہ مشروع کیا

ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے، خواہ اس کو پہچانتا ہو

یا نہ پہچانتا ہو، اور اس نے حکم دیا ہے کہ سلام کا جواب اس سے بہتر دیا جائے، یا انہی الفاظ میں لوٹا دیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶)

”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اسے اچھا جواب دو، یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔“

افواہ کی تحقیق کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے حکم دیا کہ سنی ہوئی بات کی تحقیق کریں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات: ۶)

”اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی

طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ“ نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (الإسراء: ۳۶)

”جس بات کی تمہیں خبر نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔“

جامد پانی میں پیشاب کرنے اور مومن کو ایذا

پہنچانے کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے جسے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا، یہ اس لیے کہ حکم الہی کے مطابق بیماریوں اور نجاست سے بچا جائے، اور صحت کا اہتمام کیا جائے۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ایمان والوں کو نقصان اور تکلیف پہنچانے سے منع کیا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا

فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الأحزاب: ۵۸)

”اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑی ہی) بہتان، اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبُقْلَةِ الثُّومِ، وَ قَالَ مَرَّةً: مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَ الثُّومَ وَ الْكُرَّاتَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ. »

مسلم / الصلاة ۱۷ (۵۶۴)

”جو شخص اس سبزی لہسن کو کھائے (اور کبھی یوں فرمایا جو شخص پیاز، لہسن اور گندنا کھائے) تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیوں کہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جن سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔“

دائیں ہاتھ سے کھانے پینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے سے منع کیا ہے، اس لیے کہ بائیں ہاتھ گندگی دور کرنے کے لیے ہے، اور اس لیے بھی کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ؛
فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ؛ فَإِنَّ
الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ ».

مسلم / الأشربة ۱۳ (۲۰۲۰)

”تم میں سے کوئی جب کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور
پئے تو دائیں ہاتھ سے پئے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے
اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

جنازہ کی مشایعت اور چھینکنے والے کا جواب دینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے جنازہ کے پیچھے جانے کا حکم دیا، اس لیے کہ اس میں مردہ کے لیے دعا ہے، اس پر رحمت و پیار کا اظہار ہے، نماز جنازہ کی ادائیگی ہے اور اس کے مومن گھرانوں کی دل بستگی ہے۔

☆ اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے چھینکنے والے کو جواب دینے، اور قسم کو پوری کرنے کی تعلیم دی ہے، اس لیے کہ اس میں محبت اور بھائی چارگی ہے، اور اپنے بھائی کو رحمت کی دعا دینی ہے، اور قسم پوری کر کے اپنے دل کی تسکین اور فرمائش کا پورا کرنا ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع نہ ہو۔

قبولیت و دعوت کی اہمیت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کی دعوت کو قبول کیا جائے، اور خصوصاً شادی کی دعوت، جب اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو، اور اس میں مروت و انسانیت کے خلاف کام نہ ہو جیسا کہ آج کل بعض لوگ لہو و لعب اور منکرات کے وقت کیا کرتے ہیں، کیونکہ ایسی مجلسوں میں حاضری فاسقوں اور فاجروں کی ہمت افزائی کرنا ہے، اور گناہوں کی ترویج میں ان کو مدد پہنچانا ہے، اور بری باتوں کی طرف سے لاپرواہی کا اظہار ہے۔ ہاں اگر انکار منکر مقصود ہو تو ایسی بزم میں حاضر ہونا معیوب نہیں۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے مسلمان پر دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرنا حرام کیا ہے، خواہ وحشت ناک خبروں کے ذریعہ ہو یا ہتھیار دکھا کر۔

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے مردوں کو

عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے، اس لیے کہ اس میں اوّل تو عورتوں کے ساتھ لباس، چال ڈھال اور بات چیت میں مشابہت اختیار کر کے مخنث بن جانے کی برائی ہے، جیسا کہ آج کل کے پیوں اور داڑھی منڈوں، اور مغرورین میں پائی جاتی ہے۔

شک کی جگہوں سے اجتناب کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تہمت اور شک کی جگہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، تاکہ لوگوں کی زبان اور بدگمانی سے آدمی محفوظ رہ سکے، اور حدیث میں آیا ہے:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حَيٍّ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا؛ فَاتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا؛ فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ؛ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ

أَسْرَعًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « عَلَى رِسْلِكُمْ، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حَيٍّ »؛ فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِّ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمْ شَرًّا» أَوْ قَالَ: «شَيْئًا».

مسلمہ / السلام ۹ (۲۱۷۵)

صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے، ایک رات میں آپ سے ملنے آئی، میں نے آپ سے گفتگو کی، پھر واپس لوٹنے کے لیے اٹھی تو میرے ساتھ آپ بھی مجھے پہچانے کو کھڑے ہوئے، میرا مسکن اس وقت اسامہ بن زید کے مکان میں تھا، راستے میں مجھے دو انصاری ملے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو ذرا تیز چلنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”آہستہ آہستہ چلو، یہ صفیہ بنت حی ہیں“، انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے“، راوی کو شک ہے کہ شرراً کہا یا شئیئاً۔

غور کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بزرگ و پاکیزہ تھے، پھر بھی آپ ﷺ نے تہمت و شک کو اپنی طرف سے دور کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص خود کو تہمت کی جگہ رکھے گا، اگر اس کے ساتھ کوئی بدگمانی کرتے تو خود اپنے ہی کو ملامت کرے، اور عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو راستہ میں اپنی بیوی سے بات کر رہا تھا، تو اس پر چڑھ دوڑے، اور اسے درہ سے پیٹا، اس آدمی نے کہا: امیر المومنین یہ تو میری بیوی ہے، تو آپ نے فرمایا: تم نے اس سے ایسی جگہ کیوں نہیں بات کی جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھتا۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس نے تہمت اور شبہہ کی جگہوں سے مسلمانوں کو دور رکھا ہے لہذا یہ کیسے جائز ہو گا کہ عورت تنہا درزی کے پاس جا کر اپنے جسم کی پیمائش کرائے، یا فوٹو گرافر کے پاس جا کر تنہا فوٹو کھینچوائے، یا غیر محرم کے ساتھ سوار ہو، یا ایک مسلمان عورت محرم کے بغیر غیر اسلامی ممالک کا سفر کرے، یا طبی معائنہ کی غرض سے تنہا ڈاکٹر کے پاس جائے، جیسا کہ موجودہ دور میں اس قسم کے فتنے بہت عام

ہو گئے ہیں، اور امر و نہی کا نظام ڈھیلا پڑ چکا ہے، اور اہل شر و فساد جن کی طاقت بہت بڑھ چکی ہے، کی سرزنش بھی ختم ہو چکی ہے، اور اہل خیر و صلاح کے خلاف آپس میں علحدگی پسندی، پسپائی اور فریب کاریوں میں مدد کرتے ہیں بس اللہ ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔

اے اللہ ہماری نگاہوں اور کانوں میں برکت دے، ہمارے قلوب کو منور فرما، ہماری اصلاح فرما، اور ہمارے دلوں کو جوڑ دے، اور ہمیں سلامتی کی راہ دکھا، اور اندھیروں سے بچا کر نور کی راہ پر چلا، اور ظاہری و باطنی بے حیائیوں سے ہماری حفاظت فرما دے۔

اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت خاص سے ہم کو ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین.

ظالم سے اجتناب کا حکم

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ انسان جب کسی بدکار، فاجریا جرم کے خوگر کی طرف سے آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے بچے، اور اس کے شر سے دور رہے، اور اس کے ساتھ رواداری برتے، اور اس سے اجتناب کرے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگوں کے سامنے خوش طبعی کا اظہار کرتے ہیں، جب کہ ہمارے دل ان کو لعنت کرتے رہتے ہیں، مطلب اس کا یہ ہے کہ جن بدکاروں کو روکنے اور ٹوکنے کی طاقت نہ ہو ان کے ساتھ رواداری ہی کرنی چاہئے، یعنی ان کے شر اور اذیت رسانی اور جرم سازی کے خوف کی وجہ سے تو ان سے رواداری برتو، لیکن دل سے ان کی مخالفت کرو۔

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ باہمی سدھار کا حکم دیا جائے، اور کتاب و سنت سے اس کے دلائل بہت ہیں۔

ستر پوشی کا حکم

اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی راز و نیاز، عیوب اور ان کے نقائص کو چھپانے کا حکم دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » .

بخاری/مظالم ۳ (۲۴۴۲)

”اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ

قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔“

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ

قَلْبُهُ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ »

مسند أحمد/ ۴ (۴۲۱) (صحیح لغيره)

”اے وہ لوگو! جو محض زبان سے ایمان لائے ہو، اور ان کے

دل تک ایمان نہ پہنچا ہے، مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور ان کے عیوب مت تلاش کرو۔“

مسلمانوں کو خوش کرنے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کے دل میں خوشی و مسرت پیدا کی جائے، اور محتاج کی مدد کی جائے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: « لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ». بخاري / الإيمان ۷ (۱۳)

”وہ شخص مومن نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

نیز فرمایا:

«مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ فِي حَاجَتِهِ».

بخاري / المظالم ۳ (۲۴۴۲)، مسلم / البر والصلة ۱۵ (۲۵۸۰)

”جو شخص اپنے بھائی کی کوئی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے

، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کی تکمیل میں لگا رہتا ہے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے مسلمان اور خاص طور پر بوڑھے مسلمان کی عزت اور بچوں کے ساتھ پیار کرنا بھی ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا ، وَيُوقِّرْ كَبِيرَنَا . »

ترمذی/ البر والصلوة ۱۵ (۱۹۱۹) (صحیح)

”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی

نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔“

نیز فرمایا:

« إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ . »

ابو داؤد/الأدب ۲۳ (۴۸۴۳) (حسن)

”اللہ کو بڑا ماننے میں بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا بھی شامل ہے۔“

سرگوشی، فضول گوئی و بدزبانی سے اجتناب

اسلام کے محاسن میں بے حیائی اور بدزبانی سے منع کرنا بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبِدْيِءِ»۔ ترمذی/البر والصلة ۴۸ (۱۹۷۷) (صحیح)

”مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور بدزبان نہیں ہوتا ہے“۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے تیسرے کی موجودگی میں دو آدمیوں کو آپس میں چپکے چپکے بات کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ تیسرے آدمی کو اس سے رنج ہوگا، وہ یہی سمجھے گا کہ یہ دونوں اسی کی بابت گفتگو کر رہے ہیں، اس لیے یہ ادب کے خلاف ہے، اسی طرح یہ بھی ادب کے خلاف ہے کہ کسی کے سامنے ایسی زبان میں بات کی جائے جسے وہ نہ جانتا ہو، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَا يَنْتَجِي اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ: فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ ».

بخاری/الاستذنان ۴۵ (۶۲۸۸)، مسلم/السلام ۱۵ (۲۱۸۴)

”دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ چیز اسے رنجیدہ کر دے گی۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ آدمی بے کار و بے ضرورت باتوں میں یہ دخل نہ دے، اور یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کی جامع باتوں میں شامل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ، تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ».

ترمذی/الزهد ۱۱ (۲۳۱۷) ابن ماجہ/الفتن ۱۲ (۳۹۷۶) (صحیح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔“

اس حدیث کی معنویت کو بعض لوگوں نے ان لفظوں میں تعبیر کی ”اپنے ذاتی کام ہی کے کھوج میں رہو۔“

اگر مسلمان اپنے پیغمبر کے ارشادات و نصائح کو اپناتے تو خود

بھی آرام پاتے، اور دوسروں کو بھی آرام پہنچاتے، اگر تم اکثر جھمیلوں، جھگڑوں، اختلافات و لڑائیوں کی ٹوہ لگاؤ گے تو تمہیں ان سب کا ایک سبب معلوم ہوگا، اور وہ ہے بے ضرورت کاموں میں تدخل کرنا۔“

بیچ راہ میں بیٹھنے کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے راستوں میں بیٹھنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس سے نامناسب باتوں کا سامنا کرنا ہوتا ہے، اور بیٹھنے والوں پر جو باتیں عائد ہوتی ہیں، وہ بسا اوقات انھیں پورے نہیں کر پاتا، جیسے (معروف) اچھی بات کا حکم دینا، (منکر) بری بات سے منع کرنا، اور مظلوم کی مدد کرنا، اور ظالم کو ظلم سے روکنا، اور ظلم سے روکنا یہ اس کی مدد کرنا ہے، اور مسلمان کی مدد کرنا، اور نگاہ پست کرنا، اور سلام کا جواب دینا اور تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔

اللہ کے نام پر پناہ دینے کا حکم

دین اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص ہم سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے ہم پناہ دیں، اور جو شخص اللہ کے نام سوال

کرے ہم اس کو دیں، اور جو شخص ہمارے ساتھ بھلائی کرے ہو سکے تو ہم اس کو اچھا بدلہ پیش کریں، اگر بدلہ نہ دے سکیں تو اس کے لیے اللہ سے جزائے خیر کی دعا کریں، کیونکہ اس نے ہمارے ساتھ تو نیکی کی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

« مَنْ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللَّهِ فَأَعِيدُوهُ » .

ابوداؤد/الأدب ۱۱۷ (۵۱۰۹) (صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم سے اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو۔“
وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم.

خیر خواہی، عزت کی حفاظت، میانہ روی و صبر کا حکم

دین اسلام کی خوبیوں میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرو، اور دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان بھائیوں ہی کی طرح سمجھو، اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا کہ تم اپنے لیے پسند کرو، اور ان کے

حقوق کو پوری طرح ادا کرو، اور بخاری میں تعلیقاً یہ حدیث موجود ہے:

وَقَالَ عَمَّارٌ: ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيمَانَ:
الْإِنصَافُ مِنَ نَفْسِكَ، وَيَذُلُّ السَّلَامَ لِلْعَالَمِ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ
الْإِقْتَارِ. بخاري/الإيمان ۲۰ تعليقاً.

عمار رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جس نے تین چیزوں کو جمع کر لیا اس نے
سارا ایمان حاصل کر لیا۔ اپنے نفس سے انصاف کرنا، سلام کو عالم میں
پھیلانا، اور تنگ دستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

(الحشر: ۹)

”دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضروریات پر مقدم سمجھتے ہیں۔“

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

« طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ».

بخاري/الأطعمة ۱۱ (۵۳۹۲)، مسلم/الأشربة ۳۳ (۲۰۵۸)

”دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہے۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

« مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ؛ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ؛ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ ». مسلم / الجهاد ۴ (۱۷۲۸)

”جس کے پاس فاضل سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس فاضل توشہ ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس نہ ہو۔“

اور آپ نے اس سلسلہ میں مال کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا، ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی ان باتوں سے ہم نے یہاں تک سمجھ لیا کہ فاضل اور زائد چیزوں پر کسی کا حق ملکیت نہیں۔

☆ اور اسلام کے محاسن اور اس کے بلند اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عزت اور اس کے جان و مال کی ظلم و زیادتی سے حتی المقدور حفاظت کرے، اور اس سے اس ظلم و عدوان کے ازالہ کے لیے ہر ممکن کوشش کرے، اور پوری طاقت سے اس کی دفاع کرے“

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ایک آدمی نے کسی ہتک آمیز طریقہ کا ذکر کی تو ایک دوسرے شخص نے اس کی مدافعت کی، اس وقت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضٍ أَحْيَاهُ، رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ترمذی/البر والصلة ۲۰ (۱۹۳۱) مسند أحمد : ۴۴۹/۶، ۴۵۰ (صحیح)

”جو شخص اپنے بھائی کی عزت (اس کی عدم موجودگی میں) بچائے،

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے بچائے گا۔“

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے بخیلی اور فضول خرچی کے

درمیان راہِ اعتدال اختیار کرنے کا حکم و مشورہ بھی ہے، اللہ کا فرمان

ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا

كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (الإسراء: ۲۹)

”اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو، اور نہ ہی اسے بالکل

کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔“

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا

وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾ (الفرقان: ۶۷)

”اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل،

بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔“

☆ اور اسلام کی خوبیوں میں سے صبر کی تینوں اقسام کی تلقین بھی ہے یعنی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر صبر، اور اس کی نافرمانی سے اجتناب پر صبر، اور رنج پہونچانے والی تقدیر پر صبر کرنا۔

یتیم و مسکین کا خیال

اسلام کے محاسن میں سے، کمزوروں پر مہربانی کرنا، اور

فقیروں پر شفقت کرنا، اور یتیموں کے ساتھ رحم دلی، اور نوکروں

غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کی اذیت کو دور

کرنا، ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا، تواضع اور نرمی کرنا، ان کے ساتھ

نرم خوئی اختیار کرنا، اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا:

﴿وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(الشعراء: ۲۱۵)

”اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آؤ جو بھی ایمان لانے والا

ہو کر آپ کی تابعداری کرے۔“

اور ارشاد فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (الكهف: ۲۸)

”اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کرو جو اپنے رب کو

صبح و شام پکارتے ہیں، اور اسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں

(رضامندی چاہتے ہیں)۔“

اور ارشاد فرمایا: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ

فَلَا تَنْهَرْ﴾ (الضحى: ۹-۱۰)

”پس یتیم پر تم بھی سختی نہ کیا کرو، اور نہ سوال کرنے والوں پر

ڈانٹ ڈپٹ۔“

نیز فرمایا: ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالذِّينِ فَذَلِكَ
الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ وَلَا يَحْضُرُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾

(الماعون: ۱-۳)

”کیا آپ نے (اسے بھی) دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے، یہی
وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔“

نیز فرمایا:

﴿فَكَ رَقَبَةً أَوْ إِطْعَامًا فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا
ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد: ۱۳-۱۶)

”اور کیا سمجھا کہ گھائی ہے کیا؟ کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا، یا
بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاکسار مسکین کو۔“

نیز فرمایا: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى وَمَا
يُذْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى﴾ (عبس: ۱-۳)

”وہ ترش رو ہوا، اور منھ موڑ لیا، (صرف اس لیے) کہ اس

کے پاس ایک نابینا آیا، تمہیں کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔“

جانوروں پر رحم کرنے کا حکم

دین اسلام کے محاسن میں سے نرم دلی، اور شفقت کرنا ہے نہ کہ سنگدلی، سختی اور ایذا رسانی، یہاں تک کہ یہی برتاؤ جانوروں کے ساتھ بھی کرنا ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« عَذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَأَهِى أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ ».

مسلم / السلام ۴۰ (۲۲۴۲)

”ایک عورت کو ایک بلی کی خاطر عذاب ہوا، اس لیے کہ اس نے اسے پکڑے رکھا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی، جب اس نے اسے قید میں رکھا، تو اس نے نہ کھلایا، نہ پلایا، اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“

«بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ،
فَوَجَدَ بَيْتًا، فَنَزَلَ فِيهَا، فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ
يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ
هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلْغَنِي،
فَنَزَلَ الْبَيْتَ، فَمَلَأَ خُفَّهُ: فَأَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ،
فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ.»

بخاری/الوضوء ۳۳ (۱۷۳)، مسلمہ/السلام ۴۱ (۲۲۴۴)

”ایک آدمی کسی راستے پہ جا رہا تھا کہ اسی دوران اسے سخت
پیاں لگی، (راستے میں) ایک کنواں ملا، اس میں اتر کر اس نے پانی پیا،
پھر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاں کی شدت سے کیچڑ
چاٹ رہا ہے، اس شخص نے دل میں کہا: اس کتے کا پیاں سے وہی حال ہے
جو میرا حال تھا، چنانچہ وہ (پھر) کنویں میں اتر، اور اپنے موزوں کو پانی
سے بھرا، پھر منہ میں دبا کر اوپر چڑھا، اور (کنویں سے نکل کر باہر آ کر)
کتے کو پلایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا، اور اسے بخش دیا۔“

اور مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کے پاس سے گزرے جسے چہرے پر داغا گیا تھا، آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

« لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ ». مسلم / الزينة ۲۹ (۲۱۱۷)

”اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے اس کو داغا ہے۔“

اے اللہ! ہمیں ایسی یقینی توفیق عطا فرما کہ تیری معصیت سے بچ جائیں، اور ہماری رہنمائی فرما کہ تیری رضا کے لیے ہم سعی کریں، اور اے مولا! ہمیں رسوائی اور عذاب سے بچا، اور ہمیں بھی وہی عطا کر جو تو نے اپنے ولیوں اور چاہنے والوں کو دیا، اور ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما، اور آخرت میں بھی، اور جہنم کے عذاب سے بچا، اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت خاص سے ہم کو، اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

لوگوں کے مقام و مرتبہ کا لحاظ

اسلام کے میں سے حکمت کے ساتھ معاملات کو انجام دینا بھی ہے، اور وہ اس طرح کہ ہم ہر مومن انسان کو اس کے مقام و مرتبہ پر رکھیں، اور اس کی عزت و جذبات کا پاس و لحاظ رکھیں اور اسے وہی مقام عطا کریں جو اس کے لیے لائق ہے، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَنْزَلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ».

أبو داود/الأدب ۲۳ (۴۸۴۲) (ضعیف)

”ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھو۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سفر کر رہی تھیں، ایک جگہ اتریں کہ آرام کریں، اور کھانا کھائیں، وہاں ایک فقیر سائل آیا آپ نے فرمایا: اسے ایک قرش (پیسہ) دے دو، دوسرا شخص ٹھوڑے پر سوار ہو کر سامنے گزرا، آپ نے فرمایا: اسے کھانے پر بلاؤ،

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس مسکین کو ایک قرش دے کر چلتا کیا، اور اس مالدار آدمی کو کھانے پر بلایا؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق جگہ دی ہے، ہمارا بھی فرض ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق ہی برتاؤ کریں، یہ مسکین ایک قرش پر خوش ہو سکتا ہے، لیکن ہمارے لیے نامناسب ہے کہ اس مالدار کو جو اس شان سے آیا ہو ہم ایک قرش دیں “اللہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، کتنا اچھا جواب دیا، جو حکمت و دانائی، اچھے ذوق اور عمدہ اخلاق، باعزت معاملہ، اور اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کے مکمل اتباع کا آئینہ دار ہے، اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک گھر میں داخل ہوئے، آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی اس گھر میں جمع ہو گئے، یہاں تک کہ بیٹھک بھر گئی، بعد میں جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، جگہ نہ پا کر دروازے ہی پر بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے چادر لپیٹ کر انھیں پیش کی، اور فرمایا ”اس پر بیٹھ جائیں“ جریر رضی اللہ عنہ نے چادر لے کر اپنے چہرے سے لگائی، اُسے بوسہ دینے، اور

رونے لگے، اور اپنے لیے رسول اللہ ﷺ کی تکریم سے بہت متاثر ہوئے، انہوں نے شکریہ سے بھرے ہوئے جذبات کے ساتھ چادر لپیٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ جیسی آپ نے مجھے عزت دی اللہ آپ کو اس سے بھی زیادہ عزت بخشے، آپ کی چادر مبارک پر میں نہیں بیٹھ سکتا، رسول اللہ ﷺ نے داسنے بائیں دیکھ کر فرمایا:

« إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمٌ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ ».

ابن ماجہ / الأدب ۱۹ (۳۷۱۲) (حسن)

”جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی معزز آدمی آئے، تو تم اس

کا احترام کرو۔“

اس بہترین معاملہ پر غور کیجئے تو رسول اللہ ﷺ کے معاملات کا ایک کامل نمونہ اس میں ملے گا کہ کس طرح آپ نے جریر رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا خیال فرمایا، اور ان کی عزت افزائی فرمائی، جریر رضی اللہ عنہ نے آپ کے حُسنِ سلوک سے کس قدر متاثر ہوئے۔

عورتوں کے حقوق

اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ اس نے شوہروں پر بیویوں کے ویسے ہی حقوق مقرر کئے جیسے مردوں میں بھلائی کرنے میں، اچھی گزر بسر میں، تکلیف نہ پہنچانا البتہ ”بیویوں پر شوہروں کو مزید مرتبہ بخشا“ یہ مرتبہ اخلاق اور رتبے کی فضیلت، اطاعت گزاری، نان نفقہ کی ادائیگی، مہر کی ادائیگی، ان کی بھلائی کا حق ادا کرنا، دنیا و آخرت میں مردوں کی فضیلت وغیرہ شامل ہیں۔

رسوم جاہلیت کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں یہ بھی ہے کہ اس نے عورت کو عہد جاہلیت کے ظالمانہ رواج سے نجات دلائی، چنانچہ عورت عہد جاہلیت میں اپنے باپ یا شوہر کی جائداد سمجھی جاتی تھی، اور بیٹا باپ کے مرنے کے بعد اپنی بیوہ ماں کا وارث ہوتا تھا، اور اسلام سے پہلے عرب،

عورتوں کو زبردستی وراثت میں لے لیتے تھے، وارث آکر باپ کی بیوی کے چہرے پر چادر ڈال کر کہتا تھا کہ جیسے میں اپنے باپ کے مال کا وارث ہوں اسی طرح اس کی بیوی کا بھی وارث ہو گیا، اور جب وہ چاہتا تو بلا مہر اس عورت سے شادی کر لیتا، یا اپنے کسی آدمی سے اس کی شادی کر دیتا، اور اس کا مہر خود وصول کر لیتا، یا شادی کرنا اس کے لیے حرام کر دیتا تاکہ اس کا وارث بن جائے، شریعت اسلامیہ نے ایسی شادی، اور اس وراثت کو رد کر دیا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا
النِّسَاءَ كَرِهًا﴾ (النساء: ۱۹)

”اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو۔“

اور زمانہ جاہلیت میں اہل عرب عورتوں کو شادی کرنے سے روکتے تھے، وارث کا بیٹا باپ کی بیوی کو شادی کرنے سے اس لیے روکتا تھا تاکہ عورت اس کے باپ کی جو میراث بیوی کی حیثیت سے پائے وہ

اس کے بیٹے کو دے دے، اسی طرح باپ اپنی بیٹی کو محض اسی نیت سے شادی سے روکتا تھا کہ لڑکی اپنی تمام ملکیت باپ کو دے دے، اور آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے کر شادی کرنے سے روکتا تھا تاکہ اس کی جائداد میں سے جو چاہے حاصل کر لے، اور ناراض شوہر اپنی بیوی کے ساتھ گزر بسر میں بدسلوکی کرتا، اور اسے تنگ کرتا، اور طلاق نہیں دیتا تھا تاکہ عورت اپنا مہر اس کو واپس کر دے، الغرض اہل عرب اسلام سے پہلے عورتوں پر ظلم و ستم ڈھاتے اور حکومت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا

بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ﴾ (النساء: ۱۹)

”اور انہیں اس لیے نہ روک رکھو کہ جو تم نے انہیں دے

رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔“

اور وہ لوگ نان و نفقہ، لباس اور گزر بسر میں عورتوں کے

درمیان انصاف نہیں کرتے تھے، اسلام نے مردوں کو عورتوں کے

درمیان عدل کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء: ۱۹)

”ان کے ساتھ اچھی طریقے سے بودوباش رکھو۔“

اور فرمایا: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا﴾ (النساء: ۳)

”اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے۔“

اور فرمایا: ﴿وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ

إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا

وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (النساء: ۲۰)

”اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان

میں سے کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ

نہ لو، کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوتے لے لو گے۔“

اور دینی حیثیت سے مرد و عورت دونوں برابر ہیں اللہ کا ارشاد

ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا

كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

”جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور ضرور دیں گے۔“

اور اہل اور مالک ہونے کی حیثیت سے فرمایا:

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ
وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾

(النساء: ۷)

”ماں باپ اور خویش واقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے، اور عورتوں کا بھی (جو مال ماں باپ خویش واقارب چھوڑ کر مریں۔“

☆ اور اسلام کی خوبیوں کے لیے یہ کافی ہے جو اس نے عورت کو دین اور ملکیت اور کمائی میں مساوات عطا کی، اور اسے شادی کے بارے میں جو ضمانتیں عطا کیں کہ شادی عورت کی اجازت اور رضامندی سے ہو، جبر و لاپرواہی نہ کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَا تُنْكَحُ الثَّيْبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا الْبِكْرُ إِلَّا بِإِذْنِهَا »، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِذْنُهَا؟ قَالَ: « أَنْ تَسْكُتَ ». بخاري/النكاح ۴۱ (۵۱۳۶)، مسلم/النكاح ۹ (۱۴۱۹)

”غیر کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے، اور نہ ہی کنواری عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا جائے“، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اس کی اجازت یہ ہے کہ) وہ خاموش رہے۔“

اور عورت کے مہر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاتَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

”جن سے فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اہل عرب اسلام سے پہلے لڑکیوں کو عار کے خوف سے زندہ درگور کر دیتے تھے، زندہ جیتے جی

دفن کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتی، اسلام نے ان کے دفن و قتل کو قطعی حرام قرار دیا، اور انھیں زندگی میں بہت سے حقوق عطا کئے، اس طرح اسلام نے عورت کے ساتھ بھرپور انصاف کیا اور اس کی زندگی اور انسانی حقوق کی حفاظت فرمائی۔

اے اللہ! ہم کو رنج و غم اور عاجزی و سستی، اور بزدلی، اور بخل، اور قرض کے بوجھ، اور لوگوں کے دباؤ، اور دشمنوں کے ہنسنے سے اپنی پناہ میں رکھ، اور اے ارحم الراحمین! ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت خاص سے بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ أجمعین.

دورِ جاہلیت کے اعتقاد سے اجتناب

اسلام کے محاسن میں سے کہانت کو باطل اور حرام قرار دینا، اور چڑیوں کے منع کرنے (چڑیوں سے بدشگوننی لینا)، اور میسر (جو جوئے کی ایک قسم) کو حرام قرار دینا ہے، اور انھیں جاہلانہ امور میں سے پانسہ

پھینکنا، بکیرہ، سائبہ، وصیلہ (بتوں کے نام پر آزاد چھوڑے ہوئے جانور) اور حام۔

☆ اور انھیں جاہلانہ امور میں سے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا، میٹگنی کا پھینکنا بھی ہے، عہد جاہلیت میں دستور تھا کہ عورت کا شوہر جب مر جاتا تو کسی کو ٹھری میں چلی جاتی، اور سال بھر گندے کپڑے پہنتی، خوشبو کو ہاتھ نہیں لگاتی، پھر اس کے پاس ایک جانور لایا جاتا مثلاً گدھا، یا چڑیا یا بکری جسے وہ ٹکڑے کرتی، جب بھی وہ ٹکڑے کرتی، وہ جانور مر جاتا، اس کے بعد عورت کو میٹگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی تھی پھر وہ جو چاہتی کرتی۔

اور انھیں جاہلی امور میں سے اولاد کو فقر کے خوف سے مار ڈالنا بھی ہے، آدمی اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً﴾ (الإسراء: ۳۱)

”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالو، ان کو اور

تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے بت پرستوں، اور مشرکوں اور کافروں کو مومن صالح متقی، زاہد اور خدا ترس بنا دیا، جو اللہ سے ڈرتے ہیں، صرف اسی کی بندگی کرتے ہیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور حق پر ڈٹے رہتے ہیں، اللہ کے بارے میں انھیں کسی کی ملامت کا خوف نہیں، ارشاد ہے: ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

”وہ اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کتنی ہی سخت حاجت ہو۔“

بے وفائی اور بد عہدی کی حرمت

اسلام کے محاسن میں سے بے وفائی کو حرام قرار دینا بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (المائدة: ۱)

”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔“

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾

(الاسراء: ۳۴)

”اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونے

والی ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لِكُلِّ غَادِرٍ لِيَوْمٍ، يُنْصَبُ بَعْدَ رَيْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

بخاری / الحزبية ۲۲ (۳۱۸۸)

”ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی

دغا بازی کی علامت کے طور پر (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ

كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

حَتَّى يَدْعَهَا، إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،

وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ» (بخاری / المظالم ۱۷ (۲۴۵۹))

”چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے، اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے، (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے، اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے، اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

« قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.»

بخاری / الإجارة ۱۰ (۲۲۷۰)

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پہ عہد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ

کر اس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔“

روزی کمانے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے کام کرنے اور روزی کمانے کی ترغیب دینا، اور سستی اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کو روکنا ہے، اسلام کوشش، عمل اور جدوجہد کا دین ہے، سستی، عاجزی اور کاہلی کا دین نہیں، اسلام وہ دین ہے جو انسانی عزت و وقار اور شخصی بزرگی کا محافظ ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلْ اَعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾

(التوبة: ۱۰۵)

”کہہ دیجئے کہ تم عمل کئے جاؤ، تمہارے عمل اللہ اور اس کے رسول خود دیکھ لیں گے۔“

﴿وَأَنْ لِّئْسَ لِلإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى وَأَنَّ سَعْيَهُ﴾

سَوْفَ يُرَى ﴿ (النجم: ۳۹-۴۰)

”ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی ہے، اور بیشک ان کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔“
اور اسلام دین و دنیا دونوں کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ (القصص: ۷۷)
”اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھو، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھولو۔“
اور فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ (الجمعة: ۱۰)
”جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔“

کھانے پینے میں اعتدال کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے کھانے اور پینے میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

الْمُسْرِفِينَ﴾ (الأعراف: ۳۱)

”خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بیشک اللہ حد سے نکل

جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

اور ایک حدیث میں یوں ہے:

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وَعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ
بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتٍ يُقْمَنَ صَلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا
مَحَالَهَ فَتُلَّتْ لِطْعَامِهِ، وَتُلَّتْ لِشَرَابِهِ، وَتُلَّتْ لِنَفْسِهِ ».

ترمذی / الزهد ۴۷ (۲۳۸۰)، ابن ماجہ / الأطعمه ۵۰ (۳۳۴۹)

(صحیح)

مقدم بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں، اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی پینے کے لیے، اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے کی ممانعت بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى

مَلِيٍّ، فَلْيَتَّبِعْ ». مسلم / البيوع ۷ (۱۰۶۴)

”مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب کسی کا قرض مال دار

پر اتار دیا جائے تو وہ اسی کا پیچھا کرے۔“

تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرة: ۲۸۰)

”اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ؛ فَإِذَا رَأَىٰ مُعْسِرًا قَالَ لِفَتِيَانِهِ: تَجَاوَزُوا عَنْهُ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا؛ فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ ». بخاري/البيوع ۱۸ (۲۰۷۸)

”ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کر جاؤ۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) درگزر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔“

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ،
وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ، فِي كُلِّ يَوْمٍ
صَدَقَةٌ ». ابن ماجه / الصدقات ۱۴ (۲۴۱۸) (صحیح)

”جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے ایک صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جو کسی تنگ دست کو میعاد گزر جانے کے بعد مہلت دے گا تو اس کو ہر دن کے حساب سے اس کے قرض کے صدقہ کا ثواب ملے گا۔“

رشوت کی حرمت اور نادام کو معاف کرنے کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں رشوت سے منع کرنا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالرَّأْسِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ فِي
الْحُكْمِ ». ترمذی/الأحكام ۹ (۱۳۳۶) (صحیح)

”فیصلے میں رشوت دینے والے، اور رشوت لینے والے دونوں پر
لعت بھیجی ہے۔“

اور ریش اس شخص کو کہتے ہیں جو دونوں کے درمیان واسطہ
بنا ہو یعنی دلال۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں نادم کو معاف کرنے کی ترغیب دینا بھی
ہے، کیونکہ اس میں احسان اور نیکی اور اس کی دل جوئی ہے، حدیث میں
آتا ہے: « مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللَّهُ عَشْرَتَهُ ».

أبو داود/البيوع ۵۴ (۳۴۶۰) ابن ماجه/التجارات ۲۶ (۲۱۹۹)،

مسند أحمد (۲/۲۵۲) (صحیح)

”جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے فروخت کا معاملہ فسخ کر لے،

تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا۔“

وصلی اللہ علی محمد وسلم.

دین میں خیر خواہی کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے اللہ اور اس کی کتاب، اور اس کے رسول، اور ائمہ اسلام، اور عامۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے۔“ اللہ کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اور اس سے شریک و ساجھی کو دور کیا جائے، اور اس کے ناموں اور صفتوں کی غلط تاویل نہ کی جائے، اور اُسے اوصاف کمال کے ساتھ موصوف کیا جائے، اور نقائص اور عیوب سے اس کو پاک سمجھا جائے، اس کے حکم کی اطاعت کی جائے، اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچا جائے، اور اس کی اطاعت کرنے والوں سے دوستی کی جائے، اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے دشمنی کی جائے، اور ان کے علاوہ دوسرے واجبات ادا کیے جائیں۔

اور اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یہ ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اتارا گیا، مخلوق نہیں ہے، اور

جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس کو حلال ماننا، اور اس کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام ماننا، اور اس کی ہدایت پر چلنا، اس کے معانی پر غور کرنا، اس کے حقوق کو ادا کرنا، اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرنا، اور اس کی دھمکیوں سے عبرت حاصل کرنا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کا مطلب آپ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا، آپ سے محبت کرنا، اور جان و مال اور اولاد پر آپ کو ترجیح دینا، اور زندگی اور موت دونوں حالتوں میں آپ کی عزت کرنا، اور آپ کی سنت کو سیکھنا، اور اس کو پھیلانا، اور اس پر عمل کرنا، اور ہر شخص کی بات پر (خواہ وہ کوئی بھی ہو) آپ کی بات کو مقدم رکھنا۔ اور مسلمان پیشواؤں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے حق پر ان کی مدد کی جائے، اور اسی میں ان کی اطاعت کی جائے، اور اس کا ان کو حکم دیا جائے، اور لوگوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے انھیں یاد دہانی کی جائے، اور مہربانی و نرمی اور انصاف کی تاکید کی جائے، اور ان کی ولایت کو تسلیم کیا جائے، اور اللہ کی نافرمانی کے علاوہ

باتوں میں ان کے احکام کو سنا اور مانا جائے، اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی جائے اور جہاں تک ہو سکے ان کی رہنمائی کی جائے، اور ان چیزوں کی طرف انھیں متنبہ کیا جائے جو ان کے لیے مفید ہوں، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکیں اور ان کے حقوق کو ادا کیا جائے۔“

اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دینی اور دنیاوی مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے، ان سے تکلیف کو دور کیا جائے، اور اپنے جن دینی امور کو وہ نہیں جانتے ان کی تعلیم دی جائے، انھیں اچھی بات کا حکم دیا جائے اور بری باتوں سے روکا جائے، اور ان کے وہی بات پسند کی جائے جو اپنے لیے پسند ہو، اور ان کے لیے وہی بات ناپسند کی جائے جو اپنے لیے ناپسند ہو، اور حتی الامکان اس کے لیے کوشش کی جائے۔

صلہ رحمی کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے رشتہ توڑنے

سے روکا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ (محمد: ۲۲)

”اور تم سے یہ بھی بعید ہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم
زمین میں فساد برپا کر دو، اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ
اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ ». مسلم / البر والصلوة ۶ (۲۵۵۵)

”ناتا عرش سے لٹکا ہوا ہے، اور وہ کہتا ہے جو مجھ کو ملا دے اللہ اس
کو اپنے سے ملا دے گا، جو مجھے کاٹے گا اللہ اسے اپنے سے کاٹ دے گا۔“

اور طبرانی میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: « إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ
فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ ».

مجمع الزوائد ۸ / ۱۵۳ (ضعيف الجامع للألبانی: ۱۷۹۱) (موضوع)

”فرشتے ان لوگوں پر نازل نہیں ہوتے جن میں کوئی رشتہ

داری کا کاٹنے والا ہو۔“

رہبانیت کی ممانعت

دین اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ دین میں تشدد کرنے اور پاکیزہ چیزوں کے چھوڑنے سے اس لیے منع کیا ہے، کیونکہ اسلام آسانی، سہولت اور اعتدال کا دین ہے۔ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بڑی وضاحت ہوتی ہے:

« أَنَسَ بَنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَتْهُمْ تَقَالُوهَا: فَقَالُوا وَآيِنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَا أَنَا؛ فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ: فَقَالَ: أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ

إِنِّي لِأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ
وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ: فَمَنْ رَغِبَ
عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي « . بخاري / النكاح ۱ (۵۰۶۳)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انھیں رسول اللہ ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انھوں نے اسے کم سمجھا، اور کہا کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا، اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین

سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

اے اللہ! دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد نہ بنا، اور نہ ہمارے علم کی انتہا، اور نہ جہنم کو ہمارا اٹھکانا بنا، اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم پر اس شخص کو مسلط نہ کرنا جو ہمارے بارے میں تجھ سے ڈرتا نہ ہو، اور نہ ہم پر رحم کرتا ہو، اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت خاص سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو، بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

بھلائی کے کام اور یادِ آخرت کی ترغیب

دین اسلام کے محاسن میں سے بھلائی کی طرف دعوت دینا،

اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا بھی ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ
أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ
دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ
لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا» . مسلم/العلم ۶ (۲۶۷۴)

”جو شخص دوسروں کو نیک عمل کی دعوت دیتا ہے تو اس کی دعوت سے جتنے لوگ ان نیک باتوں پر عمل کرتے ہیں ان سب کے برابر اس دعوت دینے والے کو بھی ثواب ملتا ہے، اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جاتی، اور جو کسی گمراہی و ضلالت کی طرف بلاتا ہے تو جتنے لوگ اس کے بلانے سے اس پر عمل کرتے ہیں ان سب کے برابر اس کو گناہ ہوتا ہے، اور ان کے گناہوں میں (بھی) کوئی کمی نہیں ہوتی۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے آدمی کو یہ ترغیب دینی بھی ہے کہ زندگی کے ان ایام سے فائدہ اٹھا کر وہ کام کیے جائیں جو آخرت کے لیے

مفید ہوں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ
إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ
يَدْعُو لَهُ ». مسلم / الوصية ۳ (۱۶۳۱)

”جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے
سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ، نفع بخش علم، اور صالح اولاد جو
اس کے لیے دعا کرے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا

قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور شخص دیکھ بھال کہ
(قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ بھیجا ہے)۔“

اللہ پر اعتماد کامل کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ترغیب دی

ہے کہ صرف اللہ پر اعتماد کیا جائے، پھر اپنے ایمان اور عمل صالح پر، اللہ

کے مقرب بندوں پر اعتماد نہ کیا جائے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴) ”اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرائیں“۔

نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا:

« يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ! أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكَ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، إِنَّ لَكَ رَحِمًا سَابَلَهَا

بِبِلَالِهَا». بخاری/الوصایا ۱۱ (۲۷۵۳)، مسلم/الإیمان ۸۹ (۲۰۴)

”اے قریش کے لوگو! جانوں کو آگ سے بچالو، اس لیے کہ میں تمہیں اللہ کے مقابل میں کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے بنی عبد مناف کے لوگو! اپنے آپ کو جہنم سے بچالو، کیوں کہ میں تمہیں اللہ کے مقابل میں کسی طرح کا نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اے بنی قصی کے لوگو! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ کیوں کہ میں تمہیں کوئی نقصان یا فائدہ پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے بنی عبدالمطلب کے لوگو! اپنے آپ کو آگ سے بچالو، کیوں کہ میں تمہیں کسی طرح کا ضرر یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اے فاطمہ بنت محمد! اپنی جان کو جہنم کی آگ سے بچالے، کیوں کہ میں تجھے کوئی نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، تم سے میرا رحم (خون) کا رشتہ ہے سو میں احساس کو تازہ رکھوں گا۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ نفس کو اصلاح کی پابندی کا حکم دیا جائے کہ آدمی اللہ کے حکم کو ادا کرنے کا پابند ہو جائے، اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے باز آنے اور معروف کا حکم دے، اور

منکر سے روکے اور تقویٰ کی ترغیب دینے والی آیات بہت ہیں۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو اپنے رب کے ساتھ دائمی تعلق پر لگا دیتا ہے، جب اللہ کی نعمت ملتی ہے تب بھی، اور جب اس پر سختی آتی ہے تب بھی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ،
وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ شَرَاءُ
شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ الضَّرَاءُ صَبَرَ
فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ». مسلم / الزهد / ۱۳ (۲۹۹۹)

”مومن کا معاملہ کتنا عجیب ہے، اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے، اور یہ خصوصیت مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، اگر اسے خوشی پہونچتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے، جب بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے، اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، تب بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔“

اصلاح معاشرہ کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ وہ مخلوق کو ترغیب دیتا ہے، اور وہ انھیں اپنے نفس اور اپنے سماج کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے، اور ان کی رہنمائی کرتا ہے، اور انھیں بتاتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی عقلوں کو آزاد کریں، اور اسے ضلالت کی پستی سے نکال کر اللہ عزوجل کی بندگی پر لگائیں، اور انھیں سمجھاتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے نفوس کی صفائی، اور روحوں کو پنجوقتہ نماز پڑھ کر غذادیں، اور اللہ کا حق زکاۃ دے کر کس طرح اپنے مالوں کو صاف کر سکتے ہیں، اور کس طرح ایک مسلمان خاندان کی مضبوط تعمیر کریں، جو سوسائٹی کا مغز ہے، وہ اس طرح کہ لوگ آپس میں ملے رہیں، اور اپنی رشتہ داری کا حق جانیں، اور بکثرت آیات و احادیث اس مضمون کو بیان کر رہی ہیں۔

«عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: مَا لَهُ، مَا لَهُ؟ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَرَبُّ مَا لَهُ؟ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ

شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ».

بخاری/الزکاة ۱ (۱۳۹۶)، مسلم/الإیمان ۴ (۱۳)

”ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ کی عبادت کرو، اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ صلاۃ قائم کرو۔ زکاة دو صلہ رحمی کرو۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے جاننے والے کے لیے باطل کے ساتھ لڑنے کو حرام قرار دیا، اور جو شخص اس کی مقرر کردہ حدود کو معطل کرتا ہے اس کے لیے شفاعت کرنا حرام قرار دیا، اور مومن کے بارے میں ایسی بات کہنا حرام ہے جو اس کے اندر موجود نہیں، الغرض وہ مقاصد جنہیں پورا کرنے کا اسلام حریص ہے، وہ یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی انصاف اور رحم دلی کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے، اور انسان محبت کی روح، اور نتیجہ خیز تعاون کو بلند کریں، اور کمزور کرنے والے اسباب

سے بچے رہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ [عَنْهُ]، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنُهُ اللَّهُ رَدَّغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ ».

أبوداود/الأقضية ۱۴ (۳۵۹۷) مسند أحمد (۲/۷۰، ۸۲) (صحیح)

”جس نے اللہ کے حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش

کی تو گویا اس نے اللہ کی مخالفت کی، اور جو جانتے ہوئے کسی باطل امر کے لئے جھگڑے تو وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس جھگڑے سے دستبردار ہو جائے، اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اس کا ٹھکانہ جہنیموں میں بنائے گا یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کر لے۔“

جھوٹی گواہی کی ممانعت

دین اسلام کے محاسن میں سے جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنے کو حرام کرنا ہے کیونکہ اس میں بڑے نقصانات اور مفسد ہیں، ان نقصانات میں سے یہ ہے کہ وہ شخص دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ دیتا ہے، اور یہ کہ وہ اس شخص کے ساتھ ظلم پر اس کی مدد کر کے بد سلوکی کرتا ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے، اور اس کے ساتھ بھی برابر تاؤ کرتا ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے، کیونکہ اسے حق سے محروم کر دیتا ہے، اور وہ قاضی کے ساتھ بھی برابر تاؤ کرتا ہے کہ اسے حق کی راہ سے بھٹکاتا ہے اور وہ امت کے ساتھ بھی بد سلوکی کرتا کہ اس کے حقوق کو متزلزل کر دیتا ہے، اور اس کے خلاف بے اطمینان پیدا کرتا ہے۔

دورِ جاہلیت کے رسوم کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں سے رسومِ جاہلیت کو باطل اور حرام کرنا بھی ہے، جیسے نسب میں طعن کرنا، اور میت پر نوحہ کرنا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَثْتَنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ، الطَّعْنُ فِي

النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ». مسلم/الإيمان ۳۰ (۶۷)

”لوگوں میں دو چیزیں پائی جا رہی ہیں اور وہ دونوں ہی چیزیں ان کے لئے کفر کی حیثیت رکھتی ہیں: (۱) کسی کے نسب میں عیب لگانا (۲) کسی میت پر چیخ چلا کر رونا اور اس کے اوصاف بیان کر کے رونا۔

☆ اور دین اسلام کے محاسن میں سے مصیبت کے وقت گالوں پر طمانچہ مارنے اور گریبان پھاڑنے کو حرام قرار دینا ہے، صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا

بَدَعُوۤی الْجَاهِلِیَّةِ «.

بخاری/الجنائز ۳۸ (۱۲۹۷)، مسلم/الإیمان ۴۴ (۱۰۳)

”جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور عہد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

قدرتی تالاب پر قبضہ کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں سے اس پانی پر قبضہ جمانے اور مسافروں کو اس کے استعمال سے روکنے کو حرام کرنا ہے، جو کسی کے ساتھ خاص نہ ہو، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ «.

بخاری/الشہادات ۲۲ (۲۶۷۲)

”تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ

کرے گا، نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ انہیں سخت دردناک عذاب ہوگا، ایک وہ شخص جو سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی لئے جا رہا ہے، اور کسی مسافر کو (جسے پانی کی ضرورت ہو) نہ دے۔“

اے اللہ! ایمان کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کر دے، اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کا رہنما بنا، اور ہمیں اپنے ان صالح بندوں میں شامل کر جن پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ مغموم ہوں گے، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمتِ خاص سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

حقیقی مفلس کون؟

اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ وہ وہ اس بات کو حرام قرار دیتا ہے کہ جان مال یا آبرو یا عقل میں سے کسی پر زیادتی کی جائے، اور وہ تمام جرائم جن پر قصاص یا حد کی سزا واجب ہے، اور اسلامی اخلاق جیسے

سچائی، امانت و وفا، پاکدامنی وغیرہ اسلام کی نگاہ میں کمال امور نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگ وہم کے شکار ہو گئے بلکہ یہ واجبات ہیں جن کی ادائیگی کا اسلام حریص ہے، اور جو شخص بھی اس کے دائرہ سے نکلے گا اس کے بارے میں بتاتا ہے کہ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو قیامت میں اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ » قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ؛ فَقَالَ: « إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا؛ فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ؛ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ؛ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ ».

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میری امت کا مفلس شخص وہ ہوگا۔ جو نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا، لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، پھر ان لوگوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور جو نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی، تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

پاکیزہ گفتگو کا حکم

اسلام مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ ان کی زندگی کے سدھار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں پاک و صاف رہے، لہذا نہ کسی کی غیبت کرے، نہ چغلی کھائے، نہ گالی دے، نہ کسی مسلمان پر تہمت لگائے، نہ اس پر لعنت کرے، نہ اس کا مذاق اڑائے، نہ اس پر بہتان

لگائے، نہ اس کے ساتھ جھوٹ بولے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا

أَوْ لِيَصْمُتْ ». مسلم / الإيمان ۱۹ (۴۷)

”جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے

کہ بولے، تو بھلی بات بولے ورنہ چپ رہے۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا: « إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ

وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ». مسلم / الحج ۱۹ (۱۲۱۸)

”بیشک تمہارا خون، اور تمہارے اموال، اور تمہاری آبرو تم پر

حرام ہے۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ وہ مومن کو اس کے فرائض کی

ادائیگی کی ترغیب دیتا ہے، اور اپنے اہل و اخوان، اور اقربا و پڑوسیوں اور

ہر وہ شخص جن کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے انھیں بھلائی کی طرف

بلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑے، اور اس دعوت کا سب بڑا ذریعہ حق کی

وصیت کرنا، صبر کی وصیت کرنا، اور بھلی بات کا حکم کرنا، اور بری بات سے منع کرنا ہے۔

شرم و حیاء کا حکم

اسلام کے محاسن میں سے اس حیاء کا حکم دیتا ہے کہ جو اس شخص کے لیے فضیلت کی بنیاد اور ہر برائی سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جسے اللہ اس کی توفیق دے، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اسْتَحْيُوا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ » قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَسْتَحْيِي، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالَ: « لَيْسَ ذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْأَسْتَحْيَاءَ مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبَلَى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا. »

”اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کرو جیسا کہ اس سے شرم و حیا کرنے کا حق ہے“ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم و حیا کرتے ہیں، اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”حیا کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم و حیا کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دے۔“

جاندار کو نشانہ بنانے کی حرمت

اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اس نے کسی جاندار کو نشانہ بنانے سے منع کیا ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قریش کے جوانوں کے پاس سے گزرے جو ایک چڑیا کو باندھ کر نشانہ بنا رہے تھے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر وہ بھاگ کھڑے ہوئے، آپ

نے پوچھا، یہ کون کر رہا تھا؟ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔

انسان کی حرمت و عزت

اسلام کے محاسن میں سے آزاد آدمی کی خرید و فروخت کو منع کرنا بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.»

بخاری / الإجارة ۱۰ (۲۲۷۰)

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پہ عہد کیا، اور پھر وعدہ خلافی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ

کر اس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کیا، پھر کام تو اس سے پورا لیا، لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔“

نجومی کی تصدیق کی ممانعت

اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ اس نے جادو، اور کاہن کی تصدیق کو حرام قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ، أَوْ تُطِيرَ لَهُ، أَوْ تَكْهَنَ أَوْ تَكْهَنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِّرَ لَهُ، وَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ - ﷺ - مسند البزار ج ۱ (ح - ۱۱۷۰) (صحیح)

”وہ شخص ہم میں نہیں جو بدشگونی کرے یا جس کے لیے بدشگونی کی جائے، یا کہانت کرے جس کے لیے کہانت کرائی جائے، یا جادو کرے یا اس کے لیے جادو کرایا جائے، اور جس نے کسی کاہن کی بات کی تصدیق کی اس نے رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو جھٹلایا۔“

☆ اور اسلام کے محاسن میں یہ ہے کہ اس نے (قد اوة) یعنی اجنبی عورت اور اجنبی مرد کے اجتماع کو حرام قرار دیا ہے (معاذ اللہ) خواہ جمع کرنے والا مرد ہو یا عورت۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اس نے اس بات کو حرام کیا ہے کہ بادشاہ کے پاس کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

☆ اور اسلام کے محاسن میں غصب کرنے کی حرمت بھی ہے کیونکہ وہ ظلم ہے، اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

استقامت کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں استقامت کی ترغیب بھی ہے، استقامت کہتے اقوال و افعال اور تمام کاموں میں اعتدال اختیار کرنا، اور تمام حالتوں میں استقامت پر پابند رہنا جس کی وجہ سے نفس بہتر اور کامل حالت میں رہے، لہذا اس سے کسی فتنج بات کا اظہار نہ ہو، نہ اس کی طرف کسی مذموم و کمینہ بات کی نسبت کی جائے، یہ اسی وقت ہو سکتا

ہے جب مشرف و معزز شریعت کی پابندی کی جائے، اور دین متین کو مضبوط پکڑا جائے، اور اس کے حدود پر قائم رہا جائے، اور ساتھ ہی بہترین اخلاق اور کامل صفات اختیار کی جائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (فصلت: ۳۰)

”(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو، بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔“

اور اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ سے فرمایا: ”فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمِرْتَ“ ”جسے رہو جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے“ اور نبی اکرم ﷺ نے سفیان بن عبد اللہ بن النعمان سے فرمایا: « قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمْ » .
”تم کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر جم جاؤ۔“

بندوں پر اللہ کے فضل و احسان

اسلام کے محاسن میں سے یہ ہے کہ اللہ نے مسلمانوں پر جو چیز بھی حرام کیا اس کے عوض اس سے بہتر چیز عطا کی، تاکہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے، جیسا کہ ابن القیم رحمۃ اللہ نے فرمایا: ”اللہ نے مسلمانوں پر پانسہ کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا حرام قرار دیا، تو اس کے بدلے میں انھیں دعا استخارہ کی تعلیم دی، سودان پر حرام کیا تو نفع بخش تجارت عطا کی، جو احرام کیا تو گھوڑوں اونٹوں اور تیروں کے ریس کے ذریعہ انعام و بخشش حلال کیا۔ اور ریشم ان پر حرام کیا تو اون کتان اور عمدہ سوتی کپڑوں کو حلال کیا، شراب نوشی حرام فرمائی تو لذیذ مشروبات اور روح و بدن کو فائدہ پہنچانے والی چیزیں حلال کیں، کھانے کی گندی چیزیں حرام کیں تو پاکیزہ کھانے حلال کئے، اسی طرح ہم اسلامی تعلیمات کو تلاش کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جہاں ایک طرف اپنے بندوں پر کوئی تنگی اور بندش رکھی ہے تو اسی قسم کی دوسری چیزوں سے ان پر وسعت بھی پیدا کی ہے۔

واللہ أعلم و صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم.

حسن نیت کی ترغیب

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی کہ اس نے اپنی تمام تعلیمات و قوانین میں اچھے اسباب، اچھے ارادہ، اور پاکیزہ نیت کو بنیادی حیثیت دی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى؛ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا؛ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

بخاری / بدء الوحي ۱ (۱)

”بیشک تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا، پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لئے، یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو، تو اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لئے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔“

چنانچہ جس نے اس نیت سے کھانا کھایا کہ اپنی زندگی کی حفاظت کرے گا، اور اپنے جسم کو طاقت بخشے گا، تاکہ اللہ نے اس پر حقوق اور اہل و عیال کی جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں سب ادا کرے، تو اس اچھی نیت کی وجہ سے اس کا کھانا اور پینا سب عبادت میں شامل ہوگا۔

اسی طرح جو شخص اپنی بیوی اور لونڈی کے ساتھ اپنی حلال شہوت پوری کرے کہ اس کی اور اس کی بیوی کی عفت قائم رہے، اور اللہ اسے صالح اولاد عطا کرے، تو یہ بھی عبادت ہے، جس کا اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ملے گا، اسی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« وَبُضِعَتْهُ أَهْلُهُ صَدَقَةٌ » قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَأْتِي شَهْوَةً وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: « أَرَأَيْتَ لَوْ وُضِعَتْ فِيهَا غَيْرَ حَقِّهَا أَكَانَ يَأْتِمُّ؟ »

مسلم/المسافرين ۱۳ (۷۲۰)

”اور اس کا اپنی بیوی سے ہم بستری بھی صدقہ ہے“، لوگوں

نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ تو اس سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، پھر بھی صدقہ ہوگا؟ (یعنی اس پر اسے ثواب کیونکر ہوگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا خیال ہے تمہارا اگر وہ اپنی خواہش (بیوی کے بجائے) کسی اور کے ساتھ پوری کرتا تو گنہگار ہوتا یا نہیں؟“ (جب وہ غلط کاری کرنے پر گنہگار ہوتا تو صحیح جگہ استعمال کرنے پر اسے ثواب بھی ہوگا)

غصب، چوری، اور لوٹے ہوئے مال کے

خریدنے کی حرمت

اسلام کے محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز غصب کی گئی، یا چوری کی گئی، یا اس کے مالک سے ناحق چھین لی گئی اس کا خریدنا مسلمان پر حرام ہے، کیونکہ ایسی چیز کا خریدنا، غاصب، چور اور ڈاکو کی مدد کرنا ہے، اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیز چوری کی ہے تو خواہ چوری کی مدت کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو گئی ہو یا چوری کا مال چور اور ڈاکو کے ہاتھ میں کتنے

ہی زمانہ سے کیوں نہ ہو بہر حال وہ چوری ہے زمانہ کے طول و کمی کی وجہ سے شریعت کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتی، اور مدت دراز کی بناء پر حقیقی مالک کے حق کو ساقط نہیں کرتی۔

سود کی حرمت

اسلام کے محاسن میں سے سود کو حرام کرنا بھی ہے۔

اولاً: کیونکہ سود آدمی کے مال کو بغیر عوض دلا دیتا ہے، کیونکہ ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچنے کی صورت میں ایک درہم بغیر عوض کے مل جاتا ہے، اور جب سب جانتے ہیں انسان کا مال اس کی ضرورت کے ساتھ لگا ہوا ہے اور اس کا بڑا احترام ہے۔

ثانیاً: سود کا رواج لوگوں کے درمیان قرض کی نیکی کو ختم

کر دیتا ہے۔

ثالثاً: سود کی وجہ سے آدمی روزی کمانے کی مشقت کو

برداشت نہیں کرتا جس سے مخلوق کے منافع کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اور

طلب روزی کی جدوجہد ڈھیلی پڑ جاتی ہے، اور اللہ نے سود کھانے اور کھلانے والے، اور لکھنے والے اور گواہی دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔

نعمت اسلام کو یاد رکھو

اللہ کے بندو! اسلام کے جن محاسن کا ذکر تم نے اب تک سنا وہ سمندر اسلام کا ایک قطرہ ہے، جس سے اللہ نے عرب کے انتشار و تفرقہ کو متحد کر دیا، اور ان کے دلوں اور صفوں کو اکٹھا کر دیا، اور ان کی طبیعت و اخلاق کو سنوار دیا، یہاں تک کہ انہیں میں سے ایک ایسی امت تیار کی جو سخت جنگجو، زبردست قوت کی مالک تھی جس نے روئے زمین کو اپنے قبضہ میں کر لیا، اور تمام اطراف و جوار میں اسلام کے علوم و فنون کی نشر و اشاعت کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے

تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔“

اور فرمایا: ﴿وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ﴾ (الأنفال: ۲۶)

”اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم زمین میں تھوڑے تھے، کمزور شمار کئے جاتے تھے، اس اندیشے میں رہتے تھے کہ لوگ تمہیں نوچ کھوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی، اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی۔“

اسلام مانند آفتاب ہے

اللہ نے اس دین اسلام کو زمین کے تمام اطراف میں پھیلا دیا، گویا وہ چمکتا سورج ہے جس کی شعائیں محبوب نہیں ہیں، اور وہ روشن چاند ہے جس کی روشنی مدہم نہیں ہوتی، نہ اس کا نور بجھتا ہے، یہ وہ دین ہے

جسے اس کے دشمن ناپسند کرتے ہوئے بھی روزانہ شعوری اور لاشعوری طور پر اس کے قریب ہوتے جا رہے ہیں، کیونکہ اپنی لاعلمی ایجادات اور علوم میں جیسے جیسے لوگ آگے بڑھ رہے ہیں، (ایسے ایسے اس کی حقانیت کی گواہی دے رہی ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (فصلت: ۵۳)

”عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں دکھائیں گے، اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ حق یہی ہے۔“

اسلام وہ دین ہے کہ اس کے دشمن اور حاسد اول روز ہی سے اس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، پھر بھی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں نہ اس کی روشنی بجھی، نہ ہی اس کی دلیل کمزور ہوئی، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (الصف: ۸)

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں، اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے، گو کافر برامانیں۔“

مسلمانوں تمہارے لیے اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ اسلام دنیا و آخرت کی بھلائیوں اور نعمتوں کو شامل ہے، ہر فضیلت کی اسلام نے ترغیب دی، اور تمام رذائل سے نفرت دلائی، اگر آپ اس کی مضبوط رسی کو پکڑے رہو گے، اور اس کے احکامات پر عمل کے حریص و شائق رہو گے، اور اس کے عادات سے آراستہ رہو گے، تو سعادت کی زندگی جیو گے، اور خوش بختی کی موت مرو گے۔

اسلام ماضی کے آئینہ میں

امت اسلامیہ کے آغاز پر نظر ڈالیں، اور اس کی پہلی ترقی کے اسباب و عوامل پر غور فرمائیں تو تم کو معلوم ہو گا کہ جس نے امت کی آواز کو متحد کیا، ان کی ہمتوں کو ابھارا، اور اس کے افراد کو متحد کیا، اور امت کو ایسی بلندی تک پہنچا دیا جہاں سے وہ دنیا کی تمام امتوں پر شرف پا گئیں، اور اپنے مقام و مرتبہ پر فائز رہتے ہوئے اپنی باریک حکمتوں سے ان کی قیادت کرنے لگیں، وہ صرف ”دین اسلام“ ہی تھا، وہ دین جس کے اصول مضبوط، بنیادیں مستحکم، تمام احکامات پر مشتمل، جو الفت کا باعث، محبت کا پیامبر، نفوس کا صاف کرنے والا، دلوں کو خاستوں کے میل سے پاک کرنے والا، عقلوں کو حق کی عزت سے روشنی بخشنے والا، انسانی سماج کی تمام بنیادی ضروریات کا کفیل، اور اس کے وجود کا محافظ، اور اپنے تمام معتقدین کو صحیح شہریت تمام شعبوں کی دعوت دیتا ہے، بعثت اسلام سے قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرو، اختلاف، شر و منکرات اور مکینہ

خصلتوں میں لوگ مبتلا تھے، دین اسلام نمودار ہو اس نے انسانوں کو متحد و قوی اور مہذب بنایا، ان کی عقلوں کو روشنی بخشی، ان کے اخلاق درست کئے، ان کے احکامات سدھارے، اس طرح امت اسلامیہ سارے عالم پر چھا گئی، اور جہاں حکومت کی عدل و انصاف کا ڈنکا بجایا۔

اے اللہ! ہمیں اپنی تدبیر سے بچالے، اور اپنی یاد سے ہم کو زینت بخش دے، اور اپنے حکم کے مطابق ہم سے کام لے، اور اپنی اچھی پردہ پوشی کو ہم پر تار تار مت کر دے، اور اپنی مہربانی سے ہم پر احسان فرما دے، اور اپنی یاد اور شکر پر ہمیں برکت اور مدد عطا فرما، اے اللہ! ہمیں اپنے عذاب سے بچالے، اور اپنی سزا سے ہماری حفاظت فرما دے، اے اللہ! جس پر تو نے ہمیں والی بنایا وہاں ہمیں عدل اور استقامت کی توفیق دے، اے اللہ ہم اس دنیا سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو آخرت کی بھلائی سے ہم کو روک دے، اور اس زندگی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو بہتر عمل سے روکے، اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمارے قلوب

کو منور فرمادے، اور ہمیں اپنے ثابت قول پر دنیا اور آخرت میں قائم رکھ، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے آمین۔

وصلی علی محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.



فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین کتاب	نمبر شمار
۲ پیش لفظ	۱
۹ مقدمہ المؤلف	۲
۱۱ اسلام کی بعض اہم خوبیاں	۳
۱۲ اللہ کے وجود اور توحید کے دلائل	۴
۲۳ شرائع اسلام کے محاسن	۵
۲۴ نماز کے محاسن	۶
۲۶ نماز کے دینی و دنیاوی فوائد	۷
۲۷ زکاۃ کے فوائد و محاسن	۸
۲۸ روزے کے فوائد و محاسن	۹
۳۰ حج کے فوائد و محاسن	۱۰
۳۴ جہاد فی سبیل اللہ کے فوائد و محاسن	۱۱
۳۸ بیع و شراء کے فوائد و محاسن	۱۲

۴۰	کرایہ داری کے فوائد	۱۳
۴۱	وکالت اور کفالت کی خوبیاں	۱۴
۴۳	شفعہ کی خوبی	۱۵
۴۵	امانت کی ادائیگی کی خوبی	۱۶
۴۵	حسن معاشرت کا حکم	۱۷
۴۶	ترکہ کے محاسن	۱۸
۴۹	ہبہ کے محاسن	۱۹
۴۹	ہدیہ و تحفہ کے فوائد	۲۰
۵۱	نکاح کے محاسن	۲۱
۵۲	طلاق کی اہمیت	۲۲
۵۵	قصاص کی اہمیت و فوائد	۲۳
۵۷	شراب کی حرمت اور اس کی حکمت	۲۴
۵۸	اسلام کے محاسن کا سرسری جائزہ	۲۵
۵۸	مشورہ کا حکم	۲۶
۵۸	تقویٰ اپنانے کی ترغیب	۲۷
۵۹	باہمی محبت کی ترغیب	۲۸

۲۹	چغل خوری و ظلم کی مذمت	۶۰
۳۰	صلح جوئی کے محاسن	۶۱
۳۱	قطع تعلق کی مذمت	۶۲
۳۲	تمسخر کی ممانعت	۶۳
۳۳	سلام کرنے کا حکم	۶۳
۳۴	افواہ کی تحقیق کا حکم	۶۴
۳۵	جامد پانی میں پیشاب کرنے اور مومن کو ایذا پہنچانے کی ممانعت	۶۵
۳۶	دائیں ہاتھ سے کھانے و پینے کا حکم	۶۷
۳۷	جنازہ کی مشایعت اور چھینکنے والے کے جواب دینے کا حکم	۶۸
۳۸	قبولیت دعوت کی اہمیت	۶۹
۳۹	شک کی جگہوں سے اجتناب کا حکم	۷۰
۴۰	ظالم سے اجتناب کا حکم	۷۴
۴۱	ستر پوشی کا حکم	۷۵
۴۲	مسلمانوں کو خوش کرنے کا حکم	۷۶
۴۳	سرگوشی و فضول گوئی اور بدزبانی سے اجتناب	۷۸

۸۰	بیچ راہ میں بیٹھنے کی ممانعت	۴۴
۸۰	اللہ کے نام پر پناہ دینے کا حکم	۴۵
۸۱	خیر خواہی، میانہ روی، عزت کی حفاظت اور صبر کا حکم ...	۴۶
۸۵	یتیم و مسکین کا خیال	۴۷
۸۸	جانوروں پر رحم کرنے کا حکم	۴۸
۹۱	لوگوں کے مقام و مرتبہ کا لحاظ	۴۹
۹۴	عورتوں کے حقوق	۵۰
۹۴	رسوم جاہلیت کی ممانعت	۵۱
۱۰۰	دور جاہلیت کے اعتقاد سے اجتناب	۵۲
۱۰۲	بے وفائی اور بد عہدی کی حرمت	۵۳
۱۰۵	روزی کمانے کا حکم	۵۴
۱۰۷	کھانے پینے میں اعتدال کا حکم	۵۵
۱۰۹	تنگ دست کو مہلت دینے کا حکم	۵۶
۱۱۰	رشوت کی حرمت اور نادام کو معاف کرنے کی ترغیب	۵۷
۱۱۲	دین میں خیر خواہی کا حکم	۵۸
۱۱۴	صلہ رحمی کا حکم	۵۹

۱۱۶ رہبانیت کی ممانعت	۶۰
۱۱۸ بھلائی کے کام اور یاد آخرت کی ترغیب	۶۱
۱۲۰ اللہ پر اعتماد کامل کی ترغیب	۶۲
۱۲۴ اصلاح معاشرہ کی ترغیب	۶۳
۱۲۷ جھوٹی گواہی کی ممانعت	۶۴
۱۲۸ رسوم جاہلیت کی ممانعت	۶۵
۱۲۹ قدرتی تالاب پر قبضہ کی ممانعت	۶۶
۱۳۰ حقیقی مفلس کون؟	۶۷
۱۳۲ پاکیزہ گفتگو کا حکم	۶۸
۱۳۴ شرم و حیاء کا حکم	۶۹
۱۳۵ جاندار کو نشانہ بنانے کی حرمت	۷۰
۱۳۶ انسان کی حرمت و عزت	۷۱
۱۳۷ نجومی کی تصدیق کی ممانعت	۷۲
۱۳۸ استقامت کی ترغیب	۷۳
۱۴۰ بندوں پر اللہ کے فضل و احسان	۷۴
۱۴۱ حسن نیت کی ترغیب	۷۵

۱۴۳	غضب، چوری یا لوٹے ہوئے مال کو خریدنے کی حرمت..	۷۶
۱۴۴ سود کی حرمت	۷۷
۱۴۵ نعمت اسلام کو یاد رکھو	۷۷
۱۴۶ اسلام مانند آفتاب ہے	۷۹
۱۴۹ اسلام ماضی کے آئینہ میں	۸۰
۱۵۳ فہرست مضامین	۸۱



شرط مسابقتہ

- ۱- تمام سوالوں کے جوابات کتاب ”دین اسلام کے محاسن“ سے مطلوب ہیں۔
- ۲- جوابات ۲۹/۱۰/۱۴۲۹ھ = ۲۹/۱۰/۲۰۰۸ء سے پہلے مکتب تعاونی برائے دعوت و ارشاد ربوہ میں آکر خود جمع کریں، یا بذریعہ ڈاک اس پتے (ص/ب: ۲۹۴۶۵/الریاض، ۱۱۳۵۷) یا آفس کے انٹرنٹ کے پتے (jaliyat@islamhouse.com) پر ارسال کریں۔
- ۳- اپنا نام، پورا پتہ، ٹیلی فون، اور مباحث نمبر، اور غلاف کے اوپر مسابقتہ برائے اردو، لکھنا نہ بھولیں۔
- ۴- کامیاب ہونے والے حضرات و خواتین کی لسٹ ماہ محرم کے آخر تک آفس کے اعلان بورڈ پر چسپاں کر دی جائے گی، ساتھ ہی آفس کے انٹرنیٹ سائٹ www.islamhouse.com پر بھی نشر کر دی جائے گی۔
- ۵- جوابات الگ فل اسکیپ کاغذ پر صاف اور خوش خط لکھیں۔
- ۶- جعل سازی شرعاً حرام ہے، لہذا ایک دوسرے سے ملتے جلتے جوابات مقابلہ سے خارج کر دیئے جائیں گے۔
- ۷- مقابلہ میں شرکت کرنے والے حضرات و خواتین کی عمر دس سال سے کم نہ ہو۔
- ۸- انعامات ماہ صفر ۱۴۳۰ھ کے اخیر تک حاصل کر لیں۔ اس کے بعد کسی کو بھی انعام کے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

تفصیل انعامات

- ۱- پہلا انعام: ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) ریال
- ۲- دوسرا انعام: ایک ہزار دو سو پچاس (۱۲۵۰) ریال
- ۳- تیسرا انعام: ایک ہزار (۱۰۰۰) ریال
- ۴- چوتھے سے دسویں انعام تک: تین سو (۳۰۰) ریال
- ۵- گیارہویں سے بیسواں انعام تک: دو سو (۲۰۰) ریال
- ۶- اکیسویں سے تیسواں انعام تک: ایک سو (۱۰۰) ریال

سوالات مسابقہ رمضانہ ۱۴۲۹ھ

سوال نمبر ۱۔ خالی جگہیں پر کریں:

(الف) انگور کے درخت کو..... کے بغل میں زمین کے ایک ہی ٹکڑے میں تم دیکھتے ہو۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی..... مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے..... کو حکم دیا تھا۔

(ج) ان دونوں میں وہ..... ہیں جو کسی پر..... نہیں، چاہے وہ..... کا معتقد ہو یا نہ ہو۔

(د) مومن..... دینے والا نہیں،..... اور..... نہیں ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ صحیح یا غلط کا نشان لگائیں:

(الف): دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی کر سکتے ہیں۔

(ب) قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔

(ج) جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں وہ زندہ ہیں مردہ نہیں۔

(د) حق شفیعہ کے ذریعہ پڑوسی کے نقصان کو دور کر دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳: مندرجہ ذیل سوالوں کا بالا اختصار جواب لکھیں۔

(الف): اللہ کے وجود اور عقیدہ توحید کے کیا دلائل ہیں؟

(ب) نماز کے دنیاوی فوائد بیان کریں؟

(ج) بائیں ہاتھ سے کھانے و پینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟

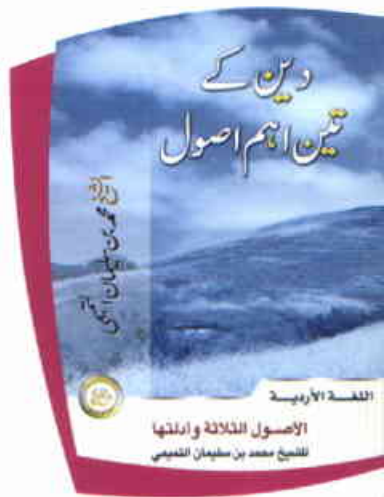
(د) زمانہ جاہلیت کے کچھ ظالمانہ رواج بیان کریں؟

(ه): دو ایسی حدیثیں ترجمہ کے ساتھ بیان کریں جو بھلائی کی دعوت دینے، اور آخرت

میں فائدہ پہنچانے کی ترغیب دیتی ہیں۔

سوال نمبر ۴: پوری کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو جو فوائد حاصل ہوئے ہیں، ان میں

سے دس اہم فوائد بالا اختصار قلم بند کریں۔



المكتب التعاوني للدعوة

وتوعية الجاليات بالربوة

هاتف: ٠١ ٤٤٥٤٩٠٠

فاكس: ٠١ ٤٩٧٠١٢٦

ص.ب: ٢٩٤٦٥ الرياض ١١٤٥٧

للمساهمة في الطباعة

حساب رقم: ٢٩٦٦٠٨٠١٠٠٧٨٢٥٠

بمصرف الراجحي - فرع الربوة

ISLAMIC PROPAGATION

OFFICE IN RABWAH

P.O BOX 29465 ARRIYADH 11457

TEL: 4454900 FAX: 4916065

e-mail: rabwah@islamhouse.com



1012370 - 110032

